بسم اللہ الرحمن الرحیم

قد افلح من زکّٰھا۝ وقد خاب من دسّٰھا۝

بیشک بامراد ہوا جس نے اُسے ستھرا کرلیا اور نامراد ہوا جس نے اُسے خاک میں ملادیا۔ شمس، ۹-۱۰

روحِ اسلام

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

بین الاقوامی سلسلۂ اشاعت نمبر

۱۵

ادارۂ مسعودیہ

۲/۶، ۵۔ ای، ناظم آباد۔ کراچی، (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء

۱

اللہ تعالیٰ نے کائنات کو بنایا، سجایا [1] ------ پھر آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، [2] ------ پڑھایا، سکھایا، [3] فرشتوں کو جھکایا، [4] زمین و آسمان کو فرماں بردار بنایا [5] ------ غور کریں انسان کتنی بڑی نعمت ہے کہ ساری نعمتیں اس کے ارد گرد گھوم رہی ہیں------ اس کو چھوٹی کائنات کہتے ہیں مگر، یہ تو بڑی کائنات ہے کہ چھوٹے، بڑوں ہی کے دم قدم سے ہوتے ہیں------ ایک لمحہ کے لیے انسان کو نظروں سے غائب کر دیجئے پھر پوچھئے------ کیا سب نعمتیں بے مقصد ہوگئیں؟------ جواب ملے گا------ ہاں بے مقصد ہوگئیں------ وہ قدردان چلا گیا------ وہ دلارا چلا گیا------ وہ آنکھوں کا تارا چلا گیا------ وہ پیارا چلا گیا------ نعمتوں سے جہاں بھرا ہوا ہے مگر ہر نعمت پھیکی پھیکی سی معلوم ہوتی ہے------ یہ چاند کس کے لیے ہے؟------ یہ سورج کس کے لیے ہے؟------ یہ تارے کس کے لیے ہیں؟------ یہ دریا کس کے لیے ہیں؟------ یہ پھول پھل کس کے لیے ہیں------ یہ مشروبات کس کے لیے ہیں؟------ یہ ملبوسات کس کے لیے ہیں؟------ وہ پینے والا چلا گیا------ وہ کھانے والا چلا گیا------ وہ پہننے والا چلا گیا------ ہاں انسان بہت عظیم ہے [6] ------ محنت مزدوری کرنا، کھانا پینا اور مرجانا اس کی پیدائش کا مقصد نہیں۔

انسان کی آمد آمد کا مقصد عبادت بتایا گیا [7] اور اس کے بننے بگڑنے کی بنیاد دل پر رکھی گئی------ اور اعلان کر دیا گیا۔

الا و ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت، صلح الجسد کلہ و اذا فسدت، فسد الجسد کلہ، الا وھی القلب ! [8]

○ ----بیشک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا [۱۶]

○ ----بیشک مراد کو پہنچا جس نے اسے ستھرا کیا [۱۷]

○ ----جو ستھرا ہوا تو اپنے بھلے کے لیے ستھرا ہوا [۱۸]

بیشک دل کا سنور جانا اللہ کی بڑی نعمت ہے، اللہ کا بڑا فضل ہے [۱۹]------

اسماء الٰہیہ میں "ظاہر" بھی ہے، "باطن" بھی ہے [۲۰]------گویا "ظاہر" بھی اس کی جلوہ گاہ ہے اور "باطن" بھی اس کی جلوہ گاہ ہے------ باطن کا انکار، اللہ کا انکار ہے------ اندر کی بات قرآن نے بھی کی ہے، جہاں رکوع و سجود کا ذکر کیا گیا ہے، [۲۱] وہاں خشوع و خضوع کا بھی ذکر کیا گیا جس کا تعلق "باطن" سے ہے------ خشوع و خضوع، دل سوزی و گریہ وزاری جب پیدا ہوتی ہے جب من کی دنیا ستھری ہوتی ہے------ جب من کی دنیا ستھری ہو جائے تو تن کی دنیا ستھری ہو جاتی ہے------ اللہ تعالیٰ نے لذت، اشیاء کے اندر رکھی ہے یہ بھی ایک راز ہے، معلوم کرنا چاہیئے------ ماکولات کو کھا کر اور مشروبات کو پی کر ان کے مزے کا پتہ چلتا ہے------ اپنے وجود ہی پر نظر کریں تو معلوم ہو گا کہ ہم "باطن" سے "ظاہر" ہوتے ہیں------ باطن کا حال ہم کو بچہ کی ولادت، شہد کی حلاوت دودھ کی لطافت، شفاء علالت، لباسِ تقویٰ و طہارت، معرفت کی علامت سے چلتا ہے جس کا ذکر قرآن حکیم میں ہے------ سنیئے سنیئے۔

○ --- تمہیں ماؤں کے پیٹ میں بناتا ہے ایک طرح کے بعد اور طرح [۲۲]

○ --- تمہیں مٹی سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں حمل تھے۔ [۲۳]

پھر ہم جب دنیا میں آئے تو ہمیں پہلا رزق بھی اندر ہی سے ملا [۲۴]------

اسی لیے تو فرمایا۔

○ ---اور تمہیں بھر پور دیں اپنی نعمتیں ظاہر اور چھپی۔ ۲۵

میٹھا میٹھا شہد پلایا اور فرمایا۔

○ ---اور اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز رنگ برنگ نکلتی ہے جس میں
لوگوں کی تندرستی ہے، بیشک اس میں نشانی ہے دھیان کرنے والوں
کو۔ ۲۶

اللہ تعالیٰ نے ہماری جسمانی تندرستی کا بھی اہتمام فرمایا اور روحانی تندرستی
کا بھی، ظاہر کو بھی نوازا اور باطن کو بھی نوازا اور ارشاد فرمایا۔

○ --- اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی
صحت ۲۷

اور فرمایا۔

○ --- اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے تندرستی
اور رحمت ہے ۲۸

ایک جگہ فرمایا۔

○ ---اور ایمان والوں کے لیے ہدایت و شفاء ہے ۲۹

ہمیں پاکیزہ اور سفید دودھ بھی اندر ہی سے عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا۔

○ --- بیشک تمہارے لیے چوپایوں میں نگاہ حاصل ہونے کی جگہ ہے، ہم
تمہیں پلاتے ہیں اس چیز میں سے جو ان کے پیٹ میں ہے، گوبر اور
خون کے بیچ میں سے، خالص دودھ، گلے سے سہل اترتا ہے پینے والوں
کے لیے۔ ۳۰

یہ اندر کیا ہے جو نہریں بہتی چلی آرہی ہیں؟----- ہاں جو کچھ
ہے اندر ہی تو ہے-----اندر ہی کے لیے فرمایا۔

باہر کی صورت سب دیکھتے ہیں...... بلکہ بغیر آئینہ کے وہ بھی نہیں دیکھ سکتے...... اندر کی بھی صورت ہے...... اندر کوئی نہیں جھانکتا...... صورت در صورت ...... سلسلہ جاری و ساری ہے...... اللہ اکبر! چھوٹے سے انسان میں کتنی گہرائیاں ہیں، کتنی پہنائیاں ہیں! ...... سنیے تو سنتے رہ جائیے...... دیکھئے تو دیکھتے رہ جائیے...... ہم ساحل کو سمندر سمجھے ہوتے ہیں...... ہم کنارے کو دریا سمجھے ہوتے ہیں...... کتنے بھولے بھالے ہیں! ...... باہر کی صورت کا بناؤ سنگھار سب کرتے ہیں، سازو سامان بھی خوب تیار کرتے ہیں...... تو پھر اندر کی صورت کا بھی بناؤ سنگھار کرنا چاہیئے...... اللہ تعالیٰ نے ساز و سامان بھی خوب عطا فرمایا ہے...... پھر بھی ظاہر میں لگے رہیں اور اندر جھانک کر بھی نہ دیکھیں تو کیسی بے حسی و بے خبری ہوگی! ...... کیسی بد نصیبی ہوگی...... ہم تو ایسے بے خبر اور بد نصیب ہیں کہ شہروں میں ہم کو آسمان پر نظر اٹھاتے اور اس کا حسن و جمال دیکھنے کی بھی فرصت نہیں ملتی ہے...... پر فریب روشنیوں میں، چاند تاروں کے جمال سے بھی بے خبر اور محروم ہیں...... اللہ تعالیٰ نے تو ہم کو خوبصورت و خوش نصیب بنایا لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم [٣٣] ...... پھر ہم نے خود کو بد صورت و بد نصیب بنالیا ثم رددناہ اسفل سافلین [٣٤]......

روح نہیں تو جسم کس کام کا؟...... بات سمجھ میں آئے تو ایک مثال سے سمجھنے کی کوشش کریں...... ہر ظاہر بیں، بس کی باڈی کو بس سمجھتا ہے لیکن وہ بس نہیں...... مگر باطن پر نظر رکھنے والے، انجن پر نظر رکھتے ہیں اور اسی سے بس کی قدر و قیمت کا اندازہ لگاتے ہیں...... اس کے رکھ رکھاؤ کی کوشش میں لگے رہتے ہیں...... کبھی پٹرول ڈالتے ہیں، کبھی بریک آئل ڈالتے ہیں، کبھی انجن آئل ڈالتے ہیں، کبھی بیٹری کو چیک کرتے ہیں...... ظاہر پر کم نظر رکھتے ہیں، باطن ہی کی

نگہداشت میں لگے رہتے ہیں...... اگر باطن پر نظر نہ رکھیں تو باڈی تو کسی کام کی نھیں...... صرف نام کی بس ہے، کام کی بس نھیں...... انجن ٹھیک ہو تو وہ بس سب کے کام کی ہے، کسی پر بوجھ نھیں، سب کے لیے رحمت ہے...... ہزاروں انسانوں کی کارساز و مشکل کشا ہے...... بس اسی مثال سے اپنا حال جاننے کی کوشش کریں...... جذباتی نہ ہوں، عقل کو کام میں لائیں...... عقل کے سہارے دل تک رسائی حاصل کریں...... پھر دل سے پوچھیں، وہ کیا کہتا ہے، اس کی بات سنیں اور اس کی بات مانیں...... ہم کو یہی حکم دیا گیا ہے...... اسی حکم کو مانیں......

جس کو ہم "تصوف" کہتے ہیں وہ من کی دنیا سنوارتا ہے...... من کی دنیا بناتا ہے...... غافلوں کو ہشیار بناتا ہے...... ہشیاروں کو رہبر و رہنما بناتا ہے...... وہ جانوروں کے دائرے سے نکال کر ہم کو انسانوں کے دائرے میں لاتا ہے...... وہ زندگی کا مزہ چکھاتا ہے، وہ زندگی سے آشنا کرتا ہے...... وہ مُردوں کو زندہ کرتا ہے......

۲

تصوف کی بنیاد توحید ہے [۳۵] جس تصوف کی بنیاد توحید نھیں وہ الحاد و گمراہی ہے...... تصوف کی دو ہزار سے زیادہ تعریفیں کی گئی ہیں [۳۶] اور کیوں نہ کی جائیں کہ کل یوم ھو فی شان [۳۷]...... تصوف کا حاصل اللہ تعالیٰ کی طرف سچی توجہ ہے اس لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا......

> اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو...... اگر تم اسے نھیں دیکھ رہے، تو یقین کرو کہ وہ تو تم کو دیکھ رہا ہے۔ [۳۸]

مسلمان کا یہی احساس تصوف کی روح ہے، اس احساس کی بیداری کا نام تصوف ہے....... یہی اسلام ہے، یہی ایمان ہے.......

تصوف کی تاریخ پر غور کیا جائے تو اس کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوتی ہے...... آپ کو زمین پر اللہ کا خلیفہ بنایا گیا [۳۹] ...... تمام نام سکھائے گئے [۴۰] ...... فرشتوں کو آپ کے حضور جھکایا گیا [۴۱] ...... مکرم بنایا گیا،...... پھر لغزش ہو گئی، [۴۲] برسوں گریہ وزاری کرتے رہے، توبہ قبول ہو گئی [۴۳] ...... پھر محترم بنا دیا گیا، [۴۴] نہ صرف آپ کو بلکہ آپ کی اولاد کو بھی [۴۵] ...... لغزشوں پر ندامت آدم علیہ السلام کی سنت ہے [۴۶] اور اللہ کے بندوں سے توبہ لینا اور بیعت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے [۴۷] ...... سارے عالم میں فساد اس لیے ہے کہ خطاؤں پر کسی کو ندامت نہیں، کوئی توبہ و انابت کے لیے تیار نہیں، سب ضد پر اڑے ہوئے ہیں...... حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو توبہ و انابت کا سلیقہ بتایا اور تصوف کی بنیاد رکھی...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ لینا اور عہد و پیمان کرانا سکھایا [۴۸] ......

تصوف "صوف" سے نکلا ہے اس کے معنیٰ "اُون" کے ہیں...... حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڈی کا بنا ہوا "صوف" کا لباس استعمال فرمایا ہے، چناں چہ بخاری شریف [۴۹] سنن ابو داؤد شریف [۵۰] اور سنن ابن ماجہ [۵۱] میں "صوف" کا ذکر ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی (م۔ ۶۳۲ھ / ۱۲۳۴.۵ء) نے اس حدیث کو نقل فرما کر اس پر یہ دل لگتا تبصرہ فرمایا ہے۔

سفیان عن مسلم انہ سمع انس بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجیب دعوۃ العبد، ویرکب الحمار، ویلبس الصوف...... فمن ھذا الوجہ ذھب قوم

الی انهم سموا صوفیہ نسبۃ لھم الی ظاہر اللبسۃ لانھم اختار وا لبس الصوف لکونہ ارفق و لکونہ لباس الانبیاء علیھم السلام۔ [۵۲]

(ترجمہ) سفیان نے مسلم سے روایت کی ہے کہ انھوں نے انس بن مالک کو یہ کہتے سنا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غلام کی دعوت قبول فرما لیتے تھے، دراز گوش پر سواری بھی کر لیا کرتے اور صوف کا لباس زیب تن فرماتے۔۔۔۔۔ اس وجہ سے بعض لوگوں نے اس لباس کی ظاہری نسبت سے انھیں "صوفیہ" کا نام دیا (یعنی اُون اور صوف کا لباس پہننے والے) اور ان حضرات صوفیہ نے صوف کا لباس اس لیے اختیار کیا کہ وہ ہلکا اور ملائم ہوتا ہے اور انبیاء علیھم السلام کا لباس ہے۔ [۵۳]

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ تصوف، "صوف" سے نکلا ہے [۵۴] جس کے معنی "اُون" کے ہیں، اسی نسبت سے "صوفی" وہ ہوا جو صوف کا لباس پہنے۔ اللہ اکبر: اس لباس کا تو قرآن کریم میں بھی ذکر ہے (سورۃ نحل، آیت نمبر ۸۰) چوں کہ صوف کا لباس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال فرمایا اس نسبت سے اس کے مجازی معنی خود کو فنا کر کے اللہ سے واصل ہونے کے کیے گئے۔۔۔۔۔ ہم المنجد اور پروفیسر معن زلفو مدینہ سے لفظ "صوف" کی مختلف شکلوں کے معنی لکھتے ہیں۔۔ مزید تفصیلات کے لیے دوسری لغات مثلاً الصحاح [۵۵] تاج العروس، [۵۶] لسان العرب، [۵۷] فیروز اللغات۔ [۵۸] وغیرہ دیکھی جا سکتی ہیں۔

(i) صوفی (جمع) اصواف Wool-

(ii) صوفی Woolen, Islamic Mystic, Sufi-

(iii) صوفیہ Sufi way of Life-

(iv) الصوفیہ Islamic Mysticism, Sufism-

(v) صوفانہ، صوفان tinder, touch wood-

(vi) صوّاف Wool Merchant-

(vii) تصوف to become a Sufi-

(viii) التصوف Sufism, Sufi way of Life-

(ix) المتصوفہ (جمع) Mystics, Sufis[59] -

اور المنجد میں اس طرح ہے:-

۱۔ صوف = اُون۔

۲۔ الصوفیہ = عبادت گزاروں کی جماعت۔

۳۔ الصوفی = مسلمانوں کے نزدیک صوفی وہ ہے جو خود کو فنا کر کے اللہ سے متعلق رہے۔

۴۔ الصوفان = لکڑی جو جلد آگ پکڑ لیتی ہے۔

۵۔ تصوف = صوفیہ جیسے اخلاق اختیار کرنا[59]۔

المختصر "صوف" اور صوف سے بننے والے تمام لفظوں میں نرمی و ملاطفت اور خشیت کا عنصر پایا جاتا ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نرمی کو پسند فرمایا![61] ...... آپ کے ہاتھ نرم، آپ کی باتیں نرم، آپ کی چال نرم، آپ کا سلوک نرم...... آپ کی نرمی پر قرآن حکیم گواہ ہے[62] ...... اسلام بھی نرم ہی نرم...... اقبال نے خوب کہا تھا۔

یہ جبر و قہر نہیں ہے یہ عشق و مستی ہے
کہ جبر و قہر سے ممکن نہیں جہاں بانی

تصوف دل میں نرمی پیدا کرتا ہے کہ یہ سراسر شریعت ہے، ہر دل کو اس کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ اگر دل تصوف سے ناآشنا ہو تو سخت ہو جاتا ہے، تاریخ سے ان حقائق کی تصدیق ہوتی ہے، اور اس دور میں تو ہم خود دیکھ رہے ہیں۔

۳

تصوف کی اصل قرآن و حدیث ہے، تصوف کی بنیاد شریعت ہے۔۔۔۔۔ قرآن حکیم میں ایک جگہ ارشاد فرمایا۔

ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ [۶۳]

اس میں تصوف کا بھی بیان ہے۔۔۔۔۔ تصوف میں سارا زور شریعت پر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال و احوال ہی شریعت ہیں جس کے لیے قرآن حکیم میں فرمایا۔

اور جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں
باز رہو اور اللہ سے ڈرو۔ [۶۴]

اللہ سے ڈرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا ماننا ہی تصوف ہے۔۔۔۔۔ اور کہنا ماننا بغیر محبت کے ممکن نہیں، جس سے محبت ہوتی ہے، دل سے اسی کا کہا مانا جاتا ہے۔۔۔۔۔ اسی لیے اللہ نے فرمایا۔

اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی سے محبت نہیں۔ [۶۵]

اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرما رہے ہیں۔

الٰہی تو اپنی محبت کو میری جان، میرے اہل و عیال اور ٹھنڈے

پانی سے بھی زیادہ میری نظر میں محبوب کر! [٦٦] ......

اللہ کے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اللہ سے اللہ کی محبت مانگی اور اللہ نے اپنے بندوں سے اپنی اور اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا۔

تم فرماؤ اگر تمہارے باپ، اور تمہارے بیٹے، اور تمہارے بھائی، اور تمہاری عورتیں، اور تمہار کنبہ، اور تمہارے کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان...... یہ چیزیں اللہ، اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ سرکشوں کو راہ نہیں دیتا۔
٦٧

تصوف خوابیدہ محبت کو جگا کر دیوانہ بناتا ہے...... اسلام کو اسی دیوانگی کی ضرورت ہے جس سے سارا عالم لرزاں و ترساں ہے...... اب ہم اپنے دلوں کو خود جھانک کر دیکھیں اور اللہ کو گواہ کرکے بتائیں کیا ہم کو اللہ و رسول سے ایسی محبت ہے جس کا قرآن حکیم مطالبہ فرمارہا ہے؟...... بیشک یہ محبت جب دل میں گھر کر جاتی ہے تو دل کی دنیا ہی بدل جاتی ہے...... اللہ کے نیک بندوں کے جب ملفوظات سنیں گے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ یہ نئے جہاں کی خبر دے رہے ہیں...... اس کے لیے تو قرآن حکیم میں ارشاد ہورہا ہے۔

اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے [٦٨] ......

ہمارے دامن پاکیزہ کلام سے بھی خالی ہیں اور نیک کاموں سے بھی...... ہم

تہی دامن ہیں اور آن پر بڑھ بڑھ اعتراض کرتے ہیں جن کے دامن بھرے ہوتے ہیں۔۔۔۔۔افسوس ہم کیا کرتے ہیں؟

قرآن حکیم اور احادیث شریفہ میں صرف محبت ہی کا ذکر نہیں، محبت والوں کا بھی ذکر ہے، یہی اللہ کے دوست ہیں، یہی اللہ کے ولی ہیں، انھیں کو ہم صوفی بھی کہتے تھے (اب تو یہ لفظ ذرا عامیانہ اور سوقیانہ ہوگیا ہے)۔۔۔۔۔ قرآن حکیم میں اللہ نے اپنے پیاروں کا اس طرح ذکر فرمایا ہے۔

پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو تو ان بندوں میں

- ---کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے
- ---اور ان میں کوئی میانہ چال پر ہے
- ---اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے گیا
- ---یہی بڑا فضل ہے۔ [۶۹]

اس آیہ کریمہ میں بندوں کے تین طبقوں کی طرف اشارہ فرمایا۔۔۔۔۔اپنی جان پر ظلم کرنے والے۔۔۔۔۔ میانہ چال چلنے والے۔۔۔۔۔ بھلائیوں میں سبقت لے جانے والے ۔یہی صوفیہ کرام ہیں۔۔۔۔۔ انھیں سبقت لے جانے والوں کے لیے ایک جگہ ارشاد فرمایا۔

یہ لوگ بھلائیوں میں جلدی کرتے، اور یہی نیک کاموں میں سب سے آگے نکل جانے والے ہیں [۷۰]۔۔۔۔۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا۔

اور جو سبقت لے گئے، وہ تو سبقت ہی لے گئے، وہی مقرب بارگاہ ہیں، چین کے باغوں میں، اگلوں میں سے ایک گروہ،

پچھلوں میں سے تھوڑے [۱].......

وہ کون ہیں جو اگلوں میں بہت ہیں؟...... وہ کون ہیں جو پچھلوں میں تھوڑے ہیں...... وہ یہی صوفیہ ہیں، وہ یہی اولیاء ہیں...... ہم نے سب کو ایک سمجھ لیا ہے، یہ ہماری نادانی ہے...... اللہ تعالیٰ سب کو ایک سمجھنے والوں کے سامنے حقیقت کھول کر بیان فرما رہا ہے۔

برابر نہیں اندھا، انکھیارا...... اور نہ اندھیریاں اور اجالا...... اور نہ سایہ اور نہ تیز دھوپ اور برابر نہیں زندے اور مردے [۲]......

یہاں جسم کے زندوں اور مردوں کا ذکر نہیں فرمایا، دل کے زندوں اور مردوں کا ذکر فرمایا ہے کہ وہی انکھیارے ہیں، وہی اجالوں میں ہیں، وہی انوار الٰہیہ کی تیز دھوپ میں ہیں......

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کا یوں تعارف فرمایا۔

اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے [۳]۔

منتیں پوری کرتے ہیں...... یعنی فرائض و واجبات و سنن ادا کرنے کے بعد نوافل کے ذریعہ نیکیوں میں سبقت لے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں...... ابن تیمیہ نے بخاری شریف کی وہ حدیث نقل کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ان مخصوص پیاروں کا ذکر فرمایا ہے...... ذرا حدیث قدسی کے یہ الفاظ تو ملاحظہ فرمائیں پھر ان الفاظ کی روشنی میں صوفیہ اور اولیاء اللہ کی رفعتوں اور بلندیوں کا اندازہ لگائیں۔

سب سے زیادہ جس چیز سے میرا بندہ مجھ سے قربت حاصل کر

سکتا ہے، میرے فرائض کی ادائیگی ہے...... میرا بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے برابر نزدیک ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں محبت کرنے لگتا ہوں تو......

اس کے کان ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے
اس کی آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے
اس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے
اس کے پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے

پس وہ......

مجھ ہی سے سنتا ہے
مجھ ہی سے دیکھتا ہے
مجھ ہی سے پکڑتا ہے
مجھ ہی سے چلتا ہے"[۴]

وہ نوافل سے اللہ کا قرب حاصل کرتے ہیں ہمیں فرض پڑھنے دو بھر ہوجاتے ہیں، فرض پڑھ لیے تو سنتیں ادا کرنی مشکل ہوجاتی ہیں، کیسے نوافل؟...... کیسے مستحبات؟...... ہم باتیں بہت بناتے ہیں، کام نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ ہم کو بھی نوافل کے ذریعہ اپنا تقرب حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بار بار اپنے پیاروں کا ذکر فرمایا، کچھ اور آیات سماعت فرمائیں۔

بیشک نکو کار ضرور چین میں ہیں، تختوں پر (بیٹھے) دیکھتے ہیں،
تو ان کے چہروں کو چین کی تازگی (سے) پہچانے"[۵]

دوسری جگہ فرمایا۔

تو وہ لوگ (جو اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے) ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا۔۔۔۔۔۔ یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین۔۔۔۔۔۔ اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں؟۔۔۔۔۔۔ یہ فضل اللہ کی طرف سے ہے۔ [۷۶]

ایک جگہ فرمایا۔

خبردار! ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم۔ [۷۷]

دوسری جگہ فرمایا۔

اللہ انھیں دوست رکھتا ہے، وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں۔ [۷۸]

ایک جگہ فرمایا۔

وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے سچا کر دیا اس عہد کو جو اللہ سے کیا تھا۔ [۷۹]

دوسری جگہ فرمایا۔

رات کی گھڑیوں میں اللہ کی آیتیں تلاوت کرتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں، نیکی کا حکم کرتے ہیں، برائی سے روکتے ہیں، نیک کاموں میں ایک دوسرے سے جلدی کرتے ہیں۔ [۸۰]

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں اور پیاروں کی جو خوبیاں بیان فرمائی ہیں وہ میں نے چشم سر سے اپنے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ (شاہی امام مسجد فتحپوری، دہلی) میں دیکھی ہیں، وہ جلیل القدر عالم اور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے عارف کامل اور صوفی باصفا تھے۔۔۔۔۔۔ ان کو دیکھ کر تصوف پر میرا یقین اور مستحکم ہوگیا اور ہر قسم کا شک و شبہہ جاتا رہا۔۔۔۔۔۔ بیشک جس نے زندہ

مثالیں نہیں دیکھیں وہ معذور ہے۔۔۔۔۔۔

احادیث مبارکہ میں بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اولیاء و صوفیہ اور اللہ کے ان محبوب بندوں اور پیاروں کا ذکر فرمایا ہے۔۔۔۔۔۔ سنیئے۔

۱ ------بہت پراگندہ سر اگر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم ضرور سچ کر دے [۸۱]

۲ -----عرض کیا گیا، یا رسول اللہ لوگوں میں افضل شخص کون؟------ فرمایا جو کسی گھاٹی میں سب سے الگ ہو کر جا بیٹھے اور اللہ کی عبادت کرے۔ [۸۲]

۳ -----دنیا میں پردیسی یا مسافر گیر کی طرح رہو۔ [۸۳]

۴ ----- جو لوگ میرے لیے باہم محبت کرتے ہیں ان کے لیے قیامت میں نور کے منبر ہوں گے۔ [۸۴]

۵----- ان کے لیے میری محبت واجب ہوگی جو میرے لیے باہم محبت کریں۔ [۸۵]

۴

شریعت و طریقت ہی تصوف ہے اور تصوف ہی شریعت و طریقت ہے، اس کے علاوہ کچھ نہیں۔۔۔۔۔۔ شیخ جنید بغدادی (م۔۲۹۷ھ / ۱۰۔۹۰۹ء) نے فرمایا۔

ہمارے طریقے کی بنیاد کتاب و سنت ہے اور ہر وہ طریق جو سنت کے خلاف ہو مردود و باطل ہے۔ [۸۶]

جب ہم صوفیہ کے اقوال و اعمال پر نظر ڈالتے ہیں تو کتاب و سنت کے مطابق پاتے ہیں، الاماشاء اللہ۔۔۔۔۔۔ مثلاً صوفیہ کے اقوال و اعمال میں ان باتوں کا ذکر ملتا ہے، یہ ساری باتیں قرآن حکیم میں موجود ہیں۔۔۔۔۔۔

ذکر، ۸۷ توکل، ۸۸ فقر، ۸۹ زہد، ۹۰ رضا، ۹۱ فنا، ۹۲ بقا، ۹۳ مراقبہ، ۹۴ اخلاص، ۹۵ وغیرہ وغیرہ

ہم قرآن نہیں پڑھتے، سنی سنائی پر یقین کر لیتے ہیں اور اس طرح یقین کر لیتے ہیں جیسے خود آنکھوں سے دیکھی یا پڑھی ہوں، دانا و بینا انسان کو یہ باتیں زیب نہیں دیتیں کہ خواہ مخواہ کسی کا مخالف ہو جائے...... اللہ تعالیٰ نے صوفیہ کی یہ شان بتائی:۔

جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔ ۹۶

ذرا غور تو کریں قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ان اولیاء، صوفیہ کی کیسی کیسی خوبیاں بیان فرمائیں اور ان کے درجوں کو بلند کر دیا...... سنیئے:۔

توبہ والے، عبادت والے، سراہنے والے، روزے والے، رکوع والے، سجدہ والے، بھلائی بتانے والے، اور برائی سے روکنے والے...... اور اللہ کی حدیں نگاہ میں رکھنے والے...... اور خوشی سناؤ مسلمانوں کو ۹۷ ...... (کہ وہ اللہ کا عہد وفا کریں گے تو اللہ انھیں جنت میں داخل کرے گا)

اب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ ہم میں سے کتنے اس قرآنی معیار پر پورے اترتے ہیں...... ہم تو دنیا کے پیچھے ایسے لگے ہیں کہ اپنا بھی ہوش نہیں...... ہم تو طالب ہا کلاب کے زمرے میں شامل نظر آتے ہیں...... ان کی شان یہ تھی کہ اپنے گھر ہی سے نہیں اپنے دل سے دنیا نکال کر باہر پھینک دی تھی...... کیوں کہ اللہ کی نظر میں دنیا پرِ کاہ کے برابر بھی نہیں، خود فرما رہا ہے:۔

اگر یہ بات نہ ہوتی کہ کافروں کی دولت اور عیش و عشرت دیکھ کر

سب کافر ہوجاتیں گے تو اللہ تعالیٰ منکرین کے مکانوں کی
چاندی کی چھتیں اور سیڑھیاں بناتا جن پر چڑھتے، چاندی کے
دروازے اور چاندی کے تخت جن پر تکیہ لگاتے، اور طرح
طرح کی آرائشیں عطا فرماتا۔۔۔۔۔ مگر یہ تو جیتی دنیا کے اسباب
ہیں۔۔۔۔۔ آخرت، رہنے والی دنیا تو پرہیز گاروں کے لیے
ہے۔ [۹۸]

اس آیۃ کریمہ کی تفسیر میں چند احادیث شریفہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

۱ ۔۔۔۔۔ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا مچھر کے پر کے برابر بھی قدر رکھتی تو کافر کو اس سے ایک گھونٹ پانی نہ دیتا۔ [۹۹]

۲ ۔۔۔۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر کرم فرماتا ہے تو اسے دنیا سے ایسا بچاتا ہے جیسا تم اپنے بیمار کو پانی سے بچاؤ۔ [۱۰۰]

۳ ۔۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام کے ساتھ تشریف لے جارہے تھے، راستہ میں ایک مردہ بکری دیکھی۔۔۔۔۔ فرمایا۔۔۔۔۔ دیکھتے ہو! اس کے مالکوں نے اسے بہت بے قدری سے پھینک دیا۔۔۔۔۔ دنیا کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنی بھی قدر نہیں جتنی بکری والوں کے نزدیک اس مری بکری کی ہے۔ [۱۰۱]

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو اپنے گھر سے اور اپنے دل سے باہر پھینکا۔۔۔۔۔ یہ آپ کا عظیم معجزہ ہے، اسی کو زہد کہتے ہیں، صوفیہ نے اسی پر عمل کیا، یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔۔۔۔۔ جیسا کہ عرض کیا گیا حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ۔

○ ۔۔۔ غلاموں کی دعوت قبول فرمالیتے تھے

○ ---سواری کے لیے دراز گوش استعمال فرماتے تھے

○ ---صوف کا لباس زیب تن فرماتے [۱۰۲]

یہ خوبیاں آپ کو صوفیہ میں ملیں گی جن سے ہم نفرت کرتے ہیں...... وہ مسکینوں اور غریبوں کی دعوت قبول کر لیتے ہیں، ہم کو غریب سے ہی نفرت ہے اس کی دعوت کیا قبول کریں گے! ...... وہ معمول سی معمولی سواری کو استعمال کر لیتے ہیں، ہم کو بڑی بڑی شاندار گاڑیاں چاہئیں، ایک سے ایک اعلیٰ...... وہ معمولی سے معمولی لباس پہن لیا کرتے ہیں، ہم کو ایک سے ایک عمدہ کپڑا چاہئیے...... الغرض ہمارے رہن سہن میں سنت کی کوئی جھلک نظر نہیں آتی، وہ سنت کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے...... قرآن کریم میں بھی زاہدوں کا ذکر ہے جن کو وہ پیار ملا کہ دست قدرت نے خود سلایا، خود جگایا [۱۰۳] ...... پھر خود سلایا، تھپتھپایا، کروٹیں بدلوائیں [۱۰۴] ...... ان کے غار کے دہانے پر یادگار مسجد بنائی گئی [۱۰۵] ...... اللہ نے ان کو اپنی عظیم نشانی قرار دیا [۱۰۶] ...... بیشک صوفیہ اور اولیاء اللہ کی عظیم نشانیاں ہیں......

مختلف صوفیہ کرام نے زہد کی فضیلت کے بارے بہت کچھ فرمایا ہے، نہ صرف فرمایا ہے بلکہ عمل بھی کیا ہے۔ مثلاً شیخ حسن بصری (م۔ ۱۱۰ھ / ۷۲۹ء) شیخ ذوالنون مصری (م۔ ۲۴۵ھ / ۸۵۹ء)، شیخ جنید بغدادی (م۔ ۲۹۷ھ / ۱۰-۹۰۹ء) شیخ عبدالقادر جیلانی (م۔ ۵۶۱ھ / ۶-۱۱۶۵ء)، شیخ شہاب الدین سہروردی (م۔ ۶۳۲ھ / ۱-۹۸۰ء)، شیخ نظام لدین دہلوی (م۔ ۷۲۵ھ / ۵-۱۳۲۴ء)، سلطان باہو (م۔ ۱۱۰۳ھ / ۱۶۹۱ء) وغیرہ وغیرہ...... موخر الذکر کے زہد کا یہ عالم تھا کہ اپنی زمین خود کاشت فرماتے جب فصل تیار ہو جاتی چلے جاتے تاکہ ضرورت مند اور حاجتمند فصل کاٹ کر لے جائیں، سب غریبوں کو معلوم تھا کہ

یہ فصل ہمارے لیے لگائی جارہی ہے۔۔۔۔۔ بیشک الخلق عیال اللہ۔۔۔۔۔

شیخ جنید بغدادی نے تصوف کی جو تعریف کی ہے وہ سلطان باہو پر صادق آتی ہے آپ نے یہ تعریف فرمائی ہے:۔

مخلوقات کی موافقت سے دل کو صاف کرنا، طبعی اور نفسانی اوصاف سے جدا ہونا، بشری صفات کا فنا ہونا، نفسانی خواہشات سے گریز کرنا، روحانی صفات کا طلب گار ہونا، حقیقی علوم سے متعلق ہونا، دائمی اچھے کاموں کو اختیار کرنا، تمام امت کا خیر خواہ ہونا، حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کا وفادار ہونا، شریعت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو کار ہونا، ایسی دیگر صفات اور برکات کا حاصل ہونا۔ ۱۰۷

۵

ظاہر و باطن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا ہی تصوف ہے، اسی پیروی کا نام شریعت بھی ہے اور طریقت بھی، ظاہر کی پیروی شریعت ہے، باطن کی پیروی طریقت ہے۔۔۔۔۔ ہم تو ظاہر میں بھی پیروی نہیں کر رہے بلکہ ہمارا طرز عمل تو باغیانہ ہے۔۔۔۔۔ باطن میں کیا پیروی کریں گے؟۔۔۔۔۔ جب ہم حضرات اولیاء و صوفیہ کے اقوال و اعمال پر نظر ڈالتے ہیں تو وہاں شریعت کی جلوہ گری نظر آتی ہے۔۔۔۔۔ سنیئے شریعت اور پیروی سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں وہ کیا کہتے ہیں:۔

امام مالک (م۔۱۷۹ھ / ۷۹۵ء) فرماتے ہیں:۔

جس نے علم فقہ حاصل کیے بغیر راہ تصوف اختیار کی وہ زندیق

ہوا۔۔۔۔۔ اور جس نے علم فقہ حاصل کیا، تصوف کے راستہ پر نہیں چلا وہ فاسق ہوا۔۔۔۔۔ جس نے ان دونوں کو جمع کیا وہ صحیح مومن ہے۔ [۱۰۸]

شیخ عبدالقادر جیلانی (م۔ ۵۶۱ھ / ۶۔۱۱۶۵ء) فرماتے ہیں۔

اگر حدود شریعت میں سے کسی حد میں خلل آیا تو جان لے کہ تو فتنہ میں پڑا ہوا ہے۔۔۔۔۔ بیشک شیطان تیرے ساتھ کھیل رہا ہے۔ [۱۰۹]

شیخ شہاب الدین سہروردی (م۔ ۳۷۰ھ / ۱۔۹۸۰ء) فرماتے ہیں۔

جس حقیقت کو شریعت رد فرماتے، وہ حقیقت نہیں، بے دینی ہے۔ [۱۱۰]

جنید بغدادی (م۔ ۲۹۷ھ / ۱۰۔۹۰۹ء) فرماتے ہیں۔

جس نے نہ قرآن یاد کیا، نہ حدیث لکھی (یعنی علم شریعت سے آگاہ نہ ہوا) طریقت میں اس کی اقتداء نہ کریں، اسے اپنا رہبر نہ بنائیں کہ ہمارا یہ علم طریقت بالکل کتاب و سنت کا پابند ہے۔ [۱۱۱]

شیخ محی الدین ابن عربی (م۔ ۶۳۸ھ / ۱۲۴۰ء) فرماتے ہیں۔

خبردار ! علم ظاہر جو شریعت کی میزان ہے اسے ہاتھ سے نہ چھوڑنا بلکہ جو کچھ اس کا حکم ہے فوراً اس پر عمل کرو۔ [۱۱۲]

امام غزالی (م۔ ۵۰۵ھ / ۱۱۱۱ء)، شیخ سری سقطی (م۔ ۲۵۰ھ ۵۔۸۶۴ء) کی دعا کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

جس نے پہلے حدیث و علم حاصل کر کے تصوف میں قدم رکھا وہ فلاح کو پہنچا۔۔۔۔۔ اور جس نے علم حاصل کرنے سے پہلے صوفی بننا چاہا اس نے اپنے کو ہلاکت میں ڈالا۔ [۱۱۳]

شیخ محمد عارف ریوگری (م۔۶۳۴ھ / ۷۔۱۲۳۶ء) فرماتے ہیں۔

اے عارف ! جب تک اپنے اقوال و اعمال و احوال میں بغیر کمی بیشی کے حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سنیہ اور شریعت رفیعہ کی پیروی نہ کرے گا بلاشبہ تو مقبولوں اور واصلوں کے زمرے میں نہ ہو گا۔ [۱۱۴]

شیخ عبدالوہاب شعرانی (م۔۹۷۳ھ / ۶۔۱۵۶۵ء) فرماتے ہیں۔

(ا)------ تصوف کیا ہے؟------ بس احکام شریعت پر بندے کے عمل کا خلاصہ ہے------ علم تصوف، چشمۂ شریعت سے نکلی ہوئی نہر ہے۔ [۱۱۵]

(ب) ---- تمام اولیاء کرام کا اجماع ہے کہ طریقت میں صدر بننے کالائق نہیں مگر وہ جو علم شریعت کا دریا ہو۔ [۱۱۶]

شیخ احمد سرہندی (م۔۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء) فرماتے ہیں۔

طریقت و شریعت ایک دوسرے کے عین ہیں، بال برابر بھی ان دونوں میں فرق نہیں------ جو چیز شریعت کے خلاف ہے، وہ مردود ہے۔ [۱۱۷]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م۔۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء) فرماتے ہیں۔

تصوف، فقہ کے بغیر نہ صرف یہ کہ کافی نہیں بلکہ صحیح ہی نہیں------ تصوف کی طرف رجوع، فقہ کے ساتھ جائز ہے۔ [۱۱۸]

شیخ عبدالغنی نابلسی (م۔۱۱۴۳ھ / ۳۱۔۱۷۳۰ء) فرماتے ہیں۔

اے عاقل ! ------ اے حق کے طالب ! دیکھو، یہ عظماتے

مشائخ طریقت، یہ کبرائے ارباب حقیقتہ سب کے سب
شریعت مطہرہ کی تعظیم کر رہے ہیں۔ ۱۱۹

حاجی محمد امداد اللہ چشتی مہاجر مکی (م۔ ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء) تحریر فرماتے ہیں:۔

پہلا مرتبہ (زبان سے اقرار) شریعت ہے اور دوسرا مرتبہ (دل کی تصدیق) طریقت، ان سے کوئی مرتبہ بھی دوسرے کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ حدیث شریف اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہی ہے) کی مراد یہی دل کی تصدیق ہے۔

(تقریظ بر انوار التمجید فی ادلۃ التوحید از مفتی محمد انوار اللہ سابق مدیر المہام امور مذھبی ریاست حیدر آباد دکن)

شیخ احمد رضا بریلوی (م۔ ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) فرماتے ہیں:۔

یقیناً طریقت راہ ہی کا نام ہے اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بشہادت قرآن عظیم خدا تک نہ پہنچاتے گی بلکہ شیطان تک...... جنت میں نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن عظیم باطل و مردود فرما چکا، لاجرم ضرور ہوا کہ طریقت یہی شریعت ہے۔

(احمد رضا: مقال العرفا۔ باعزاز شرع و علما۔ (۱۳۲۷ھ) مطبوعہ بزم قاسمی، کراچی ص ۷)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ہر صوفی، ہر ولی شریعت کی بات کر رہا ہے، ظاہر و باطن میں شریعت پر عمل ہی تقویٰ ہے، متقی ہی صوفی اور ولی ہے جس کے لیے قرآن کا ارشاد ہے:۔

ان اولیآؤہ الا المتقون ○ (انفال : ۳۴)

(ترجمہ) اس کے اولیا۔ تو پرہیز گار ہی ہیں

تقوی یہ ہے کہ انسان ظاہر و باطن میں آئینہ سیرت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہو۔ میں نے اپنے والد ماجد مفتیِ اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ کی سیرت میں، سیرت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جھلکیاں دیکھی ہیں وہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ طریقت تھے راقم سلسلہ نقشبندیہ میں انھیں سے بیعت ہے...... چند چشم دید واقعات پیش کرتا ہوں۔

۱ .... ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے بعد دہلی میں فسادات پھوٹ پڑے، مسلمانوں کا قتل عام شروع ہوگیا، کشت و خون کا بازار گرم ہوگیا، والد ماجد مسجد جامع فتحپوری، دہلی ۱۲۰ میں امام و خطیب تھے (بازار چاندنی چوک کے مغربی سرے پر لال قلعہ ہے اور مشرقی سرے پر مسجد فتحپوری)...... والد ماجد فساد کے وقت مسجد میں تھے، ستمبر ۱۹۴۷ء کو مسجد میں بم پھینکا گیا، فساد کا آغاز ہوا...... مسجد کے تینوں دروازے بند...... راقم، راقم کے بھائی نائب امام حافظ قاری محمد احمد، چند طلبہ و ملازمین بھی مسجد کے اندر محصور تھے...... سب پر خوف و دہشت کا عالم طاری، نہ معلوم کس وقت قتل کردئے جائیں، مگر والد ماجد اپنے حجرے میں نہایت طمانیت سے قرآن و حدیث کے مطالعہ میں مصروف تھے، بروقت نماز باجماعت کا اہتمام ہوتا...... ایک روز حکومت ہند کی طرف سے فوجی ٹرک بھیجے گئے کہ سب کو مسجد سے کسی محفوظ جگہ منتقل کردیا جائے...... والد ماجد سے چلنے کے لیے عرض کیا گیا، فرمایا:

آپ لوگوں کو اجازت ہے، جاسکتے ہیں لیکن فقیر یہیں رہے گا۔
کل قیامت کے روز اگر مولیٰ تعالیٰ نے پوچھا کہ ہم نے اپنا گھر

تیرے سپرد کیا تھا، اس کو کس کے رحم و کرم پر چھوڑ کر چلا گیا
تھا، تو میں کیا جواب دوں گا؟ (تذکرۂ مظہر مسعود، کراچی ۱۹۶۹ء،
ص ۱۹۴)

اس استقامت نے حوصلے بلند کر دیئے اور سب مسجد میں شہادت کا جام پینے کے لیے تیار ہو گئے...... مگر خدا کی شان سب محفوظ رہے۔

والد ماجد کی استقامت نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی استقامت کی یاد تازہ کر دی...... اللہ تعالیٰ نے آگ کو ٹھنڈا کر دیا،[۱۲۱] اور فرشتوں کو غار کا محافظ بنادیا......[۱۲۲]

عراق و کویت کی جنگ میں (۱۹۹۱ء) جو کچھ ہم نے دیکھا، وہ بھی ہمارے سامنے ہے۔ بہت سے لوگ حرمین شریفین چھوڑ کر چلے گئے، حرمین طیبین میں نماز پڑھنے والوں اور طواف کرنے والوں کی تعداد گھٹ کر رہ گئی، سب اپنے اپنے گھروں میں سہمے ہوئے، ڈرے ہوئے...... یہ ہے ہمارا حال اور وہ تھا ان صوفیہ کا حال جن سے ہم نفرت کرتے ہیں، جن سے بچنے کے لیے سب کو نصیحت کرتے ہیں...... افسوس صد افسوس ہم کیا کرتے ہیں؟

۲-------- ۱۹۴۹ء میں میرے بھائی مولانا منظور احمد (م۔۱۹۴۹ء) سخت علیل ہوئے...... برادر مرحوم حیدر آباد سندھ (پاکستان) میں اور والد ماجد دہلی (ہندوستان) میں کئی سو کلومیٹر کے فاصلے پر...... برادر مرحوم پر جانکنی کا عالم طاری ہوا، دہلی تار دیا گیا، حضرت والد ماجد مفتی اعظم علیہ الرحمہ فوٹو کو جائز نہیں سمجھتے تھے، اس لیے ہندوستان سے پاکستان تشریف نہ لاتے...... خط کا جواب آیا، کسی اضطراب کا اظہار نہ فرمایا...... بس یہ فرمایا:

آس میری جان سے بعد سلام کہدو کہ ہر وقت مولیٰ تعالیٰ کی

طرف متوجہ رہیں کہ ایک - یہی دوا تریاق کا حکم رکھتی ہے۔[۱۲۲]

والد ماجد کی استقامت و عزیمت کے بہت سے واقعات ہیں جو خود میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں، میں صوفیہ کی عظمت کا انکار نہیں کر سکتا،...... ارباب تصوف کی استقامت اور کامیابیوں کا حال تو خود ہم افغانستان، چیچنیا، بوسنیا وغیرہ میں دیکھ چکے ہیں...... فوجی افسروں نے بتایا کہ ارباب تصوف میدان جنگ میں سب سے زیادہ صاحب استقامت ثابت ہوتے...... اس وقت پاکستان میں دنیا کے سب سے بلند مورچے سیاچن کے پہاڑوں پر ارباب تصوف ہی فوجی پہرہ دے رہے ہیں، کشمیر کی جدو جہد آزادی میں بھی اہل سنت و جماعت ہی پیش پیش ہیں، جاں نثاری و جانسپاری ان کا شیوۂ محبوب ہے۔ دوسری جماعتیں مجاہدین اہل سنت و جماعت کے نام سے اپنے سیاسی عزائم پورے کر رہی ہیں، (مشاہدات و تجربات یہ بتاتے ہیں جہاں مسلمان آپس میں جنگ میں مصروف ہوں وہاں مخالفین اہل سنت کا عمل دخل ضرور ہوتا ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت بنتی جا رہی ہے)...... کفار و مشرکین سے جہاد ہمیشہ اہل سنت نے ہی کیا ہے جو اولیاء اللہ کے دامن سے وابستہ ہیں، حقیقت یہ ہے جو کسی صوفی کے دامن سے وابستہ ہوگیا وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ نہیں سکتا، وہ میدانی جنگ لڑنے میں دنیا کے ہر سپاہی سے آگے ہے...... آخر کیوں؟...... ذرا سوچیں تو سہی...... من کی دنیا کی بات جو میں ابتداء میں کر چکا ہوں، پھر اس پر غور فرمائیں...... غزوۂ بدر میں اس راز سے پردہ اٹھتے ہوئے دیکھیں (قرآن حکیم، سورۂ آل عمران، آیت نمبر ۱۲۳۔۱۲۷،۱۲۶)

یہ تو تھا ارباب طریقت کے استقامت کا حال اب انھیں حضرات کی شفقت کا حال سنیئے......

میرے استاد و محترم پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفٰی خاں صاحب (ایم۔اے، ایل۔بی، پی۔ایچ۔ڈی، ڈی۔لٹ) سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ طریقت ہیں، ۱۹۵۷ء میں جب میں سندھ یونیورسٹی (حیدر آباد سندھ۔ پاکستان) میں ایم۔اے کا طالب علم تو وہ صد شعبہ تھے۔ سال دوم میں داخلہ کا مرحلہ آیا، فیس کے لئے روپے نہ تھے، فکر مند تھا، استاد و محترم کے علم میں یہ بات آئی تو آپ نے اپنی ساری تنخواہ میرے آگے رکھدی اور فرمایا، "جتنا دل چاہے لے لیں"، میں نے واپسی کے وعدے پر صرف ۱۰۰ روپے لیے...... بار بار اصرار فرمایا، "اور لے لیں، اور لے لیں"...... کیا ہماری یونیورسٹیوں میں تصوف کا کوئی مخالف استاد ایسا شفیق و کریم نظر آتا ہے؟ تصوف کے حامی استادوں میں بھی شاید کوئی ایسا شفیق نظر نہ آئے ! ...... بیشک تصوف انسانیت کا نکھار اور شفقت و محبت کی بہار ہے۔

۶

آپ نے ارباب طریقت اور ارباب استقامت کا حال سنا...... یہ استقامت اور یہ شفقت شریعتؐ کی پابندی اور سنت کی پیروی سے حاصل ہوتی ہے، یہ عقل والوں کے لیے یقیناً حیران کن ہے...... ارباب طریقت کی ہر بات حیران کن ہوتی ہے کیوں کہ سنت ایک عظیم قوت ہے، قرآن حکیم میں جو بار بار اتباع و اطاعت کی تاکید کی گئی ہے وہ ضعیفوں کو قوی بنانے کے لیے کی گئی ہے...... ہم اپنا بھلا چاہیں یا نہ چاہیں وہ رحمن و رحیم ہے ہمارا بھلا چاہتا ہے...... بلاشبہ عظمت اور قوت کا راز سنت میں ہے اور ذلت و نکبت کا راز نافرمانی اور سرکشی میں...... یہ حقیقت ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے اور اپنے کانوں سے سن رہے ہیں...... ہمارے اسلاف باعزت تھے، ہم بے عزت ہیں...... شاہ و وزیر غلام بنے ہوئے ہیں...... ہمارا یہ

حال تو پہلے کبھی نہ تھا۔۔۔۔۔ ہم نے قرآن و سنت کو چھوڑ دیا ورنہ سنت تو اتنی عظیم قوت ہے، جو بادشاہوں کو خاطر میں نہیں لاتی۔

برصغیر کی پانچ سلطنتوں کا مغل بادشاہ شاہجہاں اور اس کا شہزادہ دارا شکوہ جب سلسلہ عالیہ قادریہ کے شیخ وقت میاں میر (م۔۱۰۴۵ھ / ۱۶۳۵ء) کی خانقاہ میں حاضر ہوا تو وہ اپنے خیال میں مست جس طرح بیٹھے ہوتے تھے، بیٹھے رہے۔۔۔۔۔ بادشاہ وقت اور شہزادہ فرش پر باادب ایک طرف بیٹھ گئے۔۔۔۔۔ یہ واقعہ خود شہزادہ دارا شکوہ نے تاریخ میں قلم بند کیا ہے[۱۲۴] ۔۔۔۔۔ اس واقعہ سے پہلے ایک اور حیرت ناک واقعہ پیش آیا، شاہجہاں بادشاہ کے باپ جہاں گیر نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ وقت شیخ احمد سرہندی (م۔ ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء) کو ناراضگی کے عالم میں دربار میں طلب کیا، اس زمانے میں دربار میں ہر آنے والا بادشاہ کے حضور سجدۂ تعظیمی کرتا تھا، جب آپ حاضر ہوتے سجدۂ تعظیمی نہیں کیا[۱۲۵] ذرہ برابر بادشاہ کی ہیبت طاری نہیں ہوئی۔۔۔۔۔ اقبال نے اس شعر میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے:-

گردن نہ جھکی جس کی جہاں گیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمیِ احرار [۱۲۶]

یہ وہ رعب و ہیبت ہے جس کا قرآن حکیم نے ذکر کیا ہے، یہی فقیروں کا ہتھیار ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے عطا فرماتا ہے۔۔۔۔۔ وہ شاہانِ وقت کے دلوں میں اپنے پیاروں کی ہیبت ڈالتا ہے اور کفار و مشرکین کے دل میں بھی۔۔۔۔۔ چناں چہ ارشاد ہوتا ہے:-

اور اس نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا[۱۲۷]

دوسری جگہ اصحاب کہف کے لیے فرمایا:-

اے سننے والے! اگر تو انھیں جھانک کر دیکھے تو ان سے پیٹھ

پھیر کر بھاگے اور ان سے ہیبت میں بھر جاتے [۱۲۸] ......

ایک جگہ فرمایا۔

کوئی دم جاتا ہے کہ ہم کافروں کے دلوں میں رعب ڈالیں گے [۱۲۹]

دوسری جگہ فرمایا۔

عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالوں گا۔ [۱۳۰]

میں نے خود دیکھا، ۱۹۴۷ء میں فسادات کے زمانے میں ایک مجمع میں ایک سکھ چھپ کر والد ماجد کو شہید کرنے کے لیے تلوار نکالنا چاہتا تھا، ہیبت کی وجہ سے وہ تلوار نہ نکال سکا۔ اور یہ بھی میں نے دیکھا کہ حضرت والد ماجد کے چہرے پر ذرہ برابر گھبراہٹ کے آثار نہ تھے، وہی مطمئن چہرہ جس کا ذکر قرآن حکیم میں ہے۔ [۱۳۱]

(ا)

میں نے عرض کیا کہ سنت ایک عظیم قوت ہے، اسی لیے ہم صوفیہ اور اولیاء کی سوانح میں ان کے تصرفات اور کرامات کے احوال پڑھتے ہیں......میں یہاں صرف ان کرامات اور تصرفات کا ذکر کروں گا جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں یا نہایت ہی ثقہ راویوں سے سنے ہیں۔ جس میں انکار کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی۔

۱ ------- میرے جد امجد شاہ محمد مسعود محدث دہلوی (م۔۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۲ء) کے پڑوس میں دہلی میں ایک ہندو رہتا تھا، آپ کی نگاہ کیمیا اثر اس پر ایسی پڑی کہ وہ مسلمان ہو گیا۔ بیشک ع

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

۲------- جد امجد کے خلیفہ شاہ رکن الدین الوری (م۔۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء) کی نظر

ایک فاحشہ پر پڑی تو وہ تائب ہو کر صالحہ خاتون بن گئیں، میں نے خود ان کو دیکھا ہے، وہ خواتین میں درس دیا کرتی تھیں اور اسلام کی تبلیغ کیا کرتی تھیں۔

۳ ------ ۱۹۷۴ء میں شاہ صاحب موصوف کے مرشد کریم کی پوتی اور آپ کی مریدہ حمیدہ بانو جو میری پھوپھی ہوتی تھیں۔ بستر مرگ پر کئی دنوں سے بیہوش پڑی تھیں، اچانک آنکھیں کھولیں، سامنے ٹکٹکی باندھ کر اس طرح دیکھا جیسے کوئی تلقین کر رہا ہو، شاید وہ مرشد کریم ہی تھے...... پھر جلدی جلدی اللہ اللہ کہنے لگیں اور اللہ اللہ کہتے کہتے جان عزیز جاں آفریں کے سپرد کر دی...... میں اس وقت خود موجود تھا یہ واقعہ چشم دید ہے۔

۴ ------ ۱۹۳۵ء اور ۱۹۴۰ء کے درمیان میرے والد ماجد کے دست حق پرست پر دو مشہور ڈاکو اور قاتل تائب ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوتے...... ایک کا نام سیٹھ احمد دین تھا دوسرے کا نام عبدالستار خاں...... دونوں سے حکومت برطانیہ ڈرتی تھی...... دونوں کو میں نے بچپن میں دیکھا ہے، موخر الذکر تو پاکستان آگئے تھے، یہاں بھی دیکھا۔ ان کو بڑی عقیدت و محبت تھی۔

(ب)

بزرگان دین کے تصرفات کی بے شمار مثالیں ہیں......اب چند کرامات بھی پیش کرتا ہوں جو خود دیکھیں یا ثقہ راویوں سے سنیں جن میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔

۱-------شاہ رکن الدین الوری (م۔۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء) نے اپنے وصال سے پہلے اپنے وصال کا دن، تاریخ اور وقت سب کچھ بتادیا تھا، ٹھیک اس وقت ان کا وصال ہوا، یہ واقعہ آپ کے صاحب زادے علامہ مفتی محمود احمد الوری (م۔۱۴۰۸ھ / ۱۹۸۷ء) سے معلوم ہوا، اور تاریخ میں قلم بند کر دیا گیا۔

۲-------حیدر آباد (سندھ، پاکستان) میری پھوپھی صاحبہ کا وسیع و عریض مکان تھا، بظاہر رنگ و روغن سے آراستہ و پیراستہ، بوسیدگی کے آثار کسی گوشے سے بھی نمایاں نہ تھے......۱۹۶۲ء کی ایک صبح اذان فجر کے بعد حضرت والد ماجد، اور جد امجد مولانا عبدالمجید، بہن کے خواب میں آئے جو اس مکان کے دالان میں سو رہی تھیں، فرمایا...... "جلدی باہر نکلو"......بہن نے ایک چیخ ماری، سب اہل خانہ دالان سے صحن میں آئے ہی تھے کہ چھت کی چودہ کڑیاں زمیں بوس ہوگئیں، فضا دھواں دھار ہوگئی......دور دور تک آواز سنی گئی۔ اسی مکان میں میں نے سولہ سال گزارے ہیں (۱۹۴۸---۱۹۶۴)۔

۳-------۱۹۶۶ء میں ۲۸ نومبر کو والد ماجد کا دہلی میں وصال ہوا، میں بالکل بے خبر تھا کہ رات خواب میں والد ماجد کی زیارت ہوئی، آپ نے پرجوش انداز میں

بغل گیر فرمایا...... صبح معلوم ہوا کہ آل انڈیا ریڈیو کی خبروں میں وصال کی خبر نشر کی گئی ہے...... خواب کی رات ۱۵ شعبان ۱۳۸۶ھ کی رات تھی جب کہ ابھی جنازہ مجرہ شریف میں مسجد فتحپوری کے اندر رکھا ہوا تھا۔

۴ ...... ۱۹۶۶ء میں والد ماجد کے وصال کے بعد آپ کے فتاویٰ، مکاتیب، مواعظ، حالات اور رسائل مرتب کرنے شروع کئے، مولوی عبدالباقی بلوچ کو جو کوئٹہ میں ایک پہاڑ کے نیچے مسجد میں امام تھے اور مسلک دیوبند سے تعلق رکھتے تھے۔ کتابت کے لیے دیتا رہا...... جس روز انھوں نے کتابت شروع کی ایک بزرگ عالم بیداری و خواب کی ملی جلی کیفیت میں ان کے پاس آئے، جس دوات سے وہ لکھ رہے تھے اس دوات میں سفید مشروب لائے اور اپنے ہاتھ سے مولوی عبدالباقی کو پلایا، پینے سے ان کو ایسی فرحت ہوئی کہ ۲۴ گھنٹے تک بھوک و پیاس نہ لگی، پھر ایسا فیض جاری ہوا کہ مولوی عبدالباقی بلوچ غائبانہ والد ماجد کے عقیدت مند ہو گئے...... کراچی میں ۱۹۶۲ء میں کسی حکمت سے چند علماء کی تصویر لی گئی تھی جس میں والد ماجد کی تصویر بھی تھی، جب وہ تصویر دکھائی جس میں بہت سے علماء کی تصویریں تھی اور پوچھا گیا کہ ان میں کون سے بزرگ ہیں جنہوں نے آپ کو مشروب پلایا تھا، تو مولوی عبدالباقی نے والد ماجد کی تصویر پر انگلی رکھ کر کہا کہ یہ بزرگ تھے...... ۱۹۷۰ء میرے بلوچستان سے سندھ آنے کے بعد کتابت کا سلسلہ ختم ہوگیا، مولوی عبدالباقی معاش کی طرف سے ذرا تنگ تھے، والد ماجد خواب میں تشریف لائے اور ان کو ایک سفید کاغذ عنایت فرمایا، صبح ان کو اسکول میں تقرری کا پروانہ مل گیا...... پھر وہ عرصہ دراز تک ٹیچر رہے اور اب کسی عربی

مدرسے کے شاید مہتمم ہیں۔۔

۵ ------ ۱۹۶۹ء میں گورنمنٹ ڈگری کالج، کوئٹہ (بلوچستان، پاکستان) میں بحیثیت پروفیسر تقرر تھا۔۔۔۔۔۔ مقامی طلباء نے بیرونی اساتذہ و طلبہ کے خلاف آپریشن کی خفیہ تیاری کی، ایک دن اچانک غل شور کی آواز آئی، معلوم ہوا کہ مقامی طلبہ غیر مقامی طلبہ کو زدو کوب کر رہے ہیں، سارے استاد سہمے ہوتے کہ بیشتر غیر مقامی تھے۔۔ ۔۔۔ میں اوپر کی منزل میں تنہا اپنے شعبے کے آگے کھڑا فکر مند تھا کہ اچانک نیچے سے حملہ آور اوپر کی منزل پر آتے مگر میری طرف ایک قدم آگے نہ بڑھ سکے جیسے کسی نے ان کے قدم پکڑ لیے ہوں۔۔۔۔۔

اسی زمانے میں میرپور خاص (سندھ) میں والد ماجد کے ایک مرید محمد حسین مرحوم نے خواب دیکھا جس سے اندازہ ہوا کہ دہلی میں والد ماجد اور شیخ سالم نقشبندی اپنے باطنی تصرفات سے حملہ آوروں کو رد کے ہوتے تھے۔ خواب ذرا طویل ہے ورنہ عرض کیا جاتا۔۔۔۔۔

۶------- ۱۹۷۴ء میں گورنمنٹ کالج، کھپرو (سانگھڑ، سندھ) میں پرنسپل تھا، گورنمنٹ کالج، مٹھی (تھرپارکر، سندھ) میں تبادلے کا حکمنامہ ملا۔۔۔۔۔۔

اس زمانے میں اس علاقے میں زبردست قحط پڑا ہوا تھا، ہر طرف ریت ہی ریت، کالج کا نام و نشان نہیں کہ کالج بناتا تھا۔۔۔۔۔ احباب نے جانے سے روکا، استخارہ کیا گیا تو خواب میں سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ وقت علامہ مفتی محمد محمود علیہ الرحمہ (م ۱۴۰۸ھ - ۱۹۸۷ء) تشریف لائے، مجھ سے فرمایا کہ تلاوت کریں، میں نے سورہ نمل کی آیت نمبر ۶۰ تلاوت کی جس

کا ترجمہ یہ ہے:۔

وہ جس نے آسمان و زمین بنائے اور تمہارے لیے آسمان سے پانی اتارا، تو ہم نے اس سے باغ اگائے رونق والے، تمہاری طاقت نہ تھی کہ ان کے پیڑ اگاتے۔۔۔۔۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے؟ بلکہ وہ لوگ راہ سے کتراتے ہیں۔

خواب سے مٹھی جانے کا اشارہ ملا، مٹھی روانہ ہوا، نومبر ۱۹۷۴ء میں پہنچا، جون ۱۹۷۵ء میں جو بارش شروع ہوئی تو تین ماہ مسلسل ہوتی رہی، بوڑھے لوگوں نے کہا کہ یہاں ایسی بارش تو کبھی نہ دیکھی تھی،۔۔۔۔۔ جہاں ریت ہی ریت تھی، اب وہاں سبزہ ہی سبزہ ہو گیا۔۔۔۔۔ کوئی خالی جگہ نہ تھی جہاں سبزہ نہ ہو حتیٰ کہ مکانوں کی کچی چھتیں بھی باغ و بہار ہو گئیں۔

۷۔۔۔۔۔ ۱۹۸۸ء میں سلسلہ قادریہ کے ایک بزرگ شیخ عبدالعزیز علیہ الرحمہ (م۔ ۱۹۸۸ء) نے جو دہلی کے مشہور تاجر تھے، مجھے کراچی سے ٹھٹھ (سندھ) فون کیا، اس زمانے میں، میں گورنمنٹ ڈگری کالج، ٹھٹھ (مکلی، سندھ) میں پرنسپل تھا۔۔۔۔۔ فرمانے لگے۔۔۔۔۔ میری بات سنیں، "آپ کو نماز جنازہ پڑھانی ہے"۔۔۔۔۔ میں نے کہا۔۔۔۔۔ "کس کی"؟۔۔۔۔۔ فرمایا، "میری"۔۔۔۔۔ پھر فرمایا "ہفتہ، اتوار یاد رکھیں"۔۔۔۔۔ دو ہفتے بعد ان کے صاحب زادے شفیق احمد صاحب کا بعد مغرب فون آیا کہ ابا کا انتقال ہو گیا۔۔۔۔۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!۔۔۔۔۔ اس روز قمری حساب سے اتوار تھی اور شمسی حساب سے ہفتہ تھا (یعنی ہفتہ اور اتوار کی درمیانی رات تھی)۔۔۔۔۔ شیخ موصوف نے یہی فرمایا تھا۔۔۔۔۔ "ہفتہ اتوار یاد رکھیں"۔۔۔۔۔ نماز فجر کے بعد روانہ ہوا اور کراچی آکر نماز جنازہ پڑھائی

اور ان کی وصیت پوری کی۔۔۔۔۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ غیوب خمسہ کا اللہ ہی کو علم ہے مگر اس چشم دید واقعہ سے معلوم ہوا کہ یہ علم بھی وہ کریم اپنے برگزیدہ بندوں میں جس کو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔

۸ ۔۔۔۔۔۔۔ ابھی یہ رسالہ کمپوزنگ کے مرحلے میں تھا کہ ۲۱ مئی ۱۹۹۷ء کو برادر نسبتی یمین الدین حقی صاحب کا نیویارک (امریکہ) میں انتقال ہوگیا۔ انتقال کی خبر سننے سے پہلے ان کے دیرینہ دوست اور میرے پیر بھائی شیخ محمد عرفان صاحب نے خواب میں دیکھا کہ لاہور میں عارف کامل سید علی ہجویری (م۔ ۴۶۴۔۵ھ / ۱۰۷۱۔۲ء) کے مزار مبارک پر علماء اور اولیاء کا اجتماع ہے، لوگوں کا ہجوم ہے، محفل سجی ہے۔ مسند پر میرے مرشد اور والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ تشریف فرما ہیں۔ کسی کا انتظار ہو رہا ہے، شیخ محمد عرفان صاحب نے دریافت کیا تو کہا گیا کہ امریکہ سے کوئی صاحب آنے والے ہیں، ان کا انتظار ہے۔ چنانچہ ۲۳ مئی، ۱۹۹۷ء کو رات یمن الدین حقی صاحب کی میت لاہور پہنچی، تین چار روز گزر جانے کے باوجود یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ابھی روح پرواز کر گئی ہو۔ ۲۴ مئی ۱۹۹۷ء کو میں نے نماز جنازہ پڑھائی اور لاہور ہی مین مرحوم کو سپرد خاک کیا گیا۔

(ج)

ایسے بہت سے واقعات ہیں جو نظروں کے سامنے گزرے۔۔۔۔۔ ان واقعات سے اس جہاں کا اقرار کرنا پڑتا ہے جس کا ہمیں ادراک نہیں۔۔۔۔۔ یہ تاریخی واقعات ہیں، یہ تاریخی حقائق ہیں، ہم ان کا انکار نہیں کر سکتے، دنیا میں رہتے ہوئے ان سے

فرار اختیار نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔۔ یہ ہم کو دعوت فکر دے رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ یہ بزبان حال کہہ رہے ہیں کہ صوفیہ اور اولیاء ایک حقیقت ہیں۔۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے کرم سے غیوب خمسہ کی بھی اطلاع دے دیتا ہے۔۔۔۔۔۔ یہ کوئی بے بنیاد بات نہیں، اس کی بنیادیں بہت گہری ہیں۔۔۔۔۔۔ ہم سب کو برابر اور ایک جیسا سمجھتے ہیں۔۔۔۔۔۔ سب برابر نہیں، سب ایک جیسے نہیں۔۔۔۔۔۔ ایک درخت کے پتے بھی ایک جیسے نہیں۔۔۔۔۔۔ صورت خود اندر کا حال بتا دیتی ہے۔۔۔۔۔۔ شیشہ اندر سے گرد آلود ہو تو باہر سے صاف کیجئے، صاف نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔ دل میلا ہو تو چہرہ چمک نہیں سکتا، روشن ہو نہیں سکتا۔۔۔۔۔۔ اس دور میں ہمیں اجلے دل اور روشن چہروں کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔۔ ہم روشن چہروں کا ذکر کر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ ان کا ذکر کرنے ہی کے لیے ہے۔۔۔۔۔۔ یہ وہ چنیدہ اور برگزیدہ حضرات ہیں جن کے وجود کے وسیلے سے خدا اپنی قدرت ظاہر فرماتا ہے اور اپنے عجائبات دکھاتا ہے کسی کافر دمشرک کو یہ امتیاز حاصل نہیں۔۔۔۔۔۔ خدا قادر ہے، اس کو اپنی قدرت کے اظہار کے لیے کسی وسیلہ کی حاجت نہیں۔۔۔۔۔۔ وہ تصرفات اور کرامات کے ظہور سے اپنے محبوبوں کی شان بلند کرتا ہے۔۔۔۔۔۔ ان کا کردار بلند ہے۔۔۔۔۔۔ ان کے اقوال بلند ہیں۔۔۔۔۔۔ ان کے اعمال بلند ہیں۔۔۔۔۔۔ ان کے اقوال سے ان کی فکر کی بلندیوں کا اندازہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔ چند اقوال آپ بھی سماعت فرمائیں۔

سلسلہ نقشبندیہ کے شیخ طریقت خواجہ عارف ریوگری (م۔ ۶۳۴ھ / ۱۲۳۶ء) نے مشائخ کے یہ اقوال نقل کیے ہیں۔

(۱)۔۔۔۔۔۔ جو شخص اللہ کے علاوہ کسی اور چیز سے عزت حاصل کرتا ہے وہ عزت میں ہوتے ہوتے بھی ذلیل ہوتا ہے۔

(۲)۔۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا قلب میں حقیقی طور پر جاننا اور موجود

ہونا ہی معرفت ہے۔

③------بسا اوقات خاموشی کلام کرنے سے زیادہ بلیغ ہوتی ہے۔

④------انسان کو ہلاک کرنے والی دو چیزیں ہیں۔

(ا) فرض عبادت کو ترک کر کے نفل عبادت میں مشغول رہنا

(ب) بغیر دل کی موافقت کے اعضاء سے (نیک) عمل کرنا۔ ۱۳۲

شیخ علاء الدولہ سمنانی (م۔۷۳۶ھ / ۱۳۳۵-۶ء) فرماتے ہیں۔

①------ اللہ تعالیٰ نے زمین اور کھیتوں کو حکمت سے پیدا فرمایا ہے، وہ چاہتا ہے کہ یہ آباد رہیں اور ان سے لوگوں کو نفع پہنچے۔

②------ اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتے کہ آباد کاری (جس سے فائدہ اور آمدنی مقصود ہو۔ فضول خرچی مقصود نہ ہو) کتنا ثواب ہے تو ہرگز آباد کاری نہ چھوڑیں۔

③------ اگر لوگ جانتے کہ آباد کاری چھوڑنے اور زمین بیکار چھوڑنے میں کتنا بڑا گناہ ہے تو ہرگز ایسا نہ کرتے کہ آباد کاری کے اسباب کو برباد ہونے کے لیے چھوڑ دیتے------

④------ جو کوئی زمین کا ایسا قطعہ رکھتا ہے کہ اس سے ہزار من غلہ پیدا ہو سکتا ہے، اگر مالک کی کوتاہی سے ایک سو من غلہ کم حاصل ہوا اور مخلوق کے حلق میں نہ پہنچ سکا تو قیامت کے دن اس سے سو من کی باز پرس ہوگی۔

⑤------ وہ اپنے کاہلی سے زمین کی آباد کاری چھوڑ بیٹھا، اس کا نام ترک دنیا اور زہد رکھ لیا ہے حالاں کہ یہ شیطان کی پیروی کے علاوہ

کچھ نھیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م۔ ۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء) نے ابن فورک کا یہ قول نقل فرمایا ہے:۔

ایک ہزار کافر کو اسلام کے شبہ کی بنا پر اسلام میں داخل کرنا غلط نھیں ہے البتہ ایک مومن کو شبہہ کی بنا پر اسلام سے خارج کرنا ضرور غلط ہے۔ [۱۳۳]

دور جدید کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عارف کامل حضرت محمد عمر بیربل شریف (م۔ ۱۳۸۷ھ / ۱۹۶۷ء) فرماتے ہیں:۔

①------ پہلے احساسات گرتے ہیں پھر عمل میں فتور آتا ہے۔

②------ اسلامی تصوف سراسر اسلام سے پیدا ہوا ہے۔

③------ سرد علم سے کیا حاصل ہو سکتا ہے جب تک گرم دل ساتھ نہ ہو۔

④------ خانقاہوں کے دم سے اسلامی تشخص اور روزہ نماز باقی ہے۔

⑤------ قرآن حکیم، تصوف سے پُر ہے، خالی نھیں۔

⑥------ قرآن پاک "الغیب" کی توضیح و تشریح میں بے شمار آیات اپنے اندر رکھتا ہے۔ [۱۳۴]

آپ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں اولیاء و صوفیہ کے مقامات، ان کے تصرفات، ان کی کرامات، ان کے ملفوظات ملاحظہ فرمائے------ اللہ کے ان دوستوں اور پیاروں میں جو خوبیاں نظر آرہی ہیں، جب ہم اپنے معاشرے اور گرد و پیش پر نظر ڈالتے ہیں تو کہیں نھیں ملتیں الا ماشاء اللہ ! ------ میں نے ساری عمر میں چند نفوس دیکھے ہیں جن میں یہ خوبیاں نظر آئیں------ ورنہ ہمارے گھروں، محلوں، بازاروں، دکانوں، مدرسوں، اسکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، دفتروں حتیٰ کہ ایوان

حکومت میں دور دور کہیں نظر نہیں آتیں۔۔۔۔۔ ہاں، ہزاروں، لاکھوں میں اللہ کے نیک بندے ضرور ہیں مگر آٹے میں نمک کے برابر۔۔۔۔۔ اس قحط الرجال میں بھی اگر ہم ایسے شفیقوں اور دلداروں سے بیزار ہوں اور نفرت کریں تو کیا یہ انسانیت پر ظلم نہ ہو گا؟۔۔۔۔۔ انسانیت، انسانوں کو ترس رہی ہے۔۔۔۔۔ ہمیں بعض خانقاہوں اور حجروں میں انسانیت و شرافت نظر آ رہی ہے۔۔۔۔۔ اسلام کا سچا درد رکھنے والو ! ان کو تباہ نہ کرو۔۔۔۔۔ چمن میں گنے چنے پھول رہ گئے ہیں، ان کو رہنے دو، چمن ویران نہ کرو۔۔۔۔۔ سارا عالم آباد ہے، مگر پھر بھی ویران ہے۔۔۔۔۔ سارے عالم میں اجالا ہے، مگر پھر بھی اندھیرا ہے۔۔۔۔۔ سارا عالم سیراب ہے مگر پھر بھی تشنہ ہے۔۔۔۔۔ سارا عالم شکم سیر ہے مگر پھر بھی بھوکا ہے۔۔۔۔۔ سارا عالم عیش پرست و عیش پسند ہے مگر پھر بھی بیقرار و بیچین ہے۔۔۔۔۔ آئیے، ویرانے سے آبادی کی طرف چلیں۔۔۔۔۔ اندھیرے سے اجالے کی طرف چلیں۔۔۔۔۔ تشنگی سے سیرابی کی طرف چلیں۔۔۔۔۔ بھوک سے شکم سیری کی طرف چلیں۔۔۔۔۔ بیقراری و بیچینی سے سکون و چین کی طرف چلیں۔۔۔۔۔ درندگی سے انسانیت کی طرف چلیں۔۔۔۔۔

۷

ہم ملاوٹ والے معاشرے میں جی رہے ہیں۔۔۔۔۔ ہر چیز میں ملاوٹ ہے۔۔۔۔۔ ماکولات میں ملاوٹ، مشروبات میں ملاوٹ، ملبوسات میں ملاوٹ حتیٰ کہ ادویات میں ملاوٹ۔۔۔۔۔ سب کو معلوم ہے کہ ملاوٹ ہے پھر بھی قبول ہے۔۔۔۔۔ ہاں نقلی کے ساتھ ساتھ اصلی بھی موجود ہے جس کو اصلی کی تلاش ہے وہ اصلی پا لیتا ہے۔۔۔۔۔ ورنہ نقلی ہی کو قبول کر لیتا ہے۔۔۔۔۔ اصلی کی تلاش جاری رکھتا ہے۔۔۔۔۔ جب ہمارا طرز عمل کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، رہنے سہنے کی چیزوں کے ساتھ یہ ہے تو ہر

ملاوٹ والی چیز کے ساتھ یہی طرز عمل ہونا چاہیئے...... مگر صورت حال یہ ہے جو اچھا نہیں لگتا وہ اصلی بھی قبول نہیں، جو اچھا لگتا ہے وہ نقلی بھی قبول ہے...... گویا ہماری پسند اور ناپسندیدگی نفس کے تابع ہے، عقل کے تابع نہیں......

آپ غور کریں گے تو معلوم ہو گا کہ ہماری تاریخ میں ملاوٹ، ہمارے ادب میں ملاوٹ، ہمارے سوانح میں ملاوٹ، ہماری سیاست میں ملاوٹ...... پھر بھی ان پر ہمارا اعتماد ہے...... تصوف کی اصل حقیقت کا حال آپ کو معلوم ہو چکا...... ملاوٹ کے اس دور میں تصوف میں بھی ملاوٹ ہے مگر محض اس لیے کہ اس میں ملاوٹ ہے، اس کو چھوڑا نہیں جاسکتا بلکہ معقول بات یہ ہوگی کہ اصل کو تلاش کیا جاتے اور اس کو پالینے کے لیے جدو جہد کی جاتے...... مگر جب تصوف کی بات آتی ہے تو ہمارا طرز عمل یکسر بدل جاتا ہے...... کس کو نہیں معلوم؟ تاریخ و سوانح میں بہت جھوٹ ملا ہوا ہے، کسی تاریخ نگار نے، کسی سوانح نگار نے سچ کو جھوٹ سے الگ کرنے کی کوشش نہ کی، پورا پورا اعتماد کیا...... رطب و یابس سب کچھ لکھدیا پھر بھی ہماری نظر میں مؤرخ و سوانح نگار با اعتبار ہے...... لیکن جو صداقت و دیانت کا پاس و لحاظ رکھتا ہے اس کو بدنام کیا جاتا ہے...... دور جدید کی یہی سیاست ہے......

ہاں تو عرض کر رہا تھا کہ تصوف بھی ملاوٹ سے خالی نہیں...... چوتھی صدی ہجری کے بعد غیر اسلامی "باطنیت" اس میں راہ پانے لگی جس کا تصوف سے کوئی تعلق نہ تھا...... جس نے بھی جدو جہد کی تصوف کے خلاف جدو جہد نہ کی اس ملاوٹ کے خلاف جدو جہد کی...... خواہ وہ ابن جوزی ہوں، سید علی ہجویری ہوں، ابن تیمیہ یا ابن قیم ہوں۔

یہود نے مسلمانوں کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست کھائی...... شکست کی خلش

ابھی تک ان کے دل میں ہے...... عہد عثمانی میں یمن کے ایک یہودی عبداللہ بن سبا نے منافقانہ اسلام قبول کیا جس طرح عہد نبوی میں عبداللہ بن ابی نے اسلام قبول کیا تھا، جب تک زندہ رہا فتنہ انگیزی میں مصروف رہا...... عبداللہ بن سبا فتنہ پرور تھا...... اس کی فتنہ پروری نے اسلام کو بہت صدمہ پہنچایا...... محققین کا اس پر اتفاق ہے کہ عبداللہ بن سبا کوئی افسانوی شخصیت نہیں تھی ایک تاریخی حقیقت ہے چناں چہ ڈاکٹر کلین (Klein) [۱۳۵] ولیم میور (Muir) [۱۳۶]، پروفیسر نکلسن (Nicholson) [۱۳۷]، ڈاکٹر جے۔این۔ہالسٹر، [۱۳۸] پروفیسر پی۔کے۔ ھتی [۱۳۹] وغیرہ نے عبداللہ بن سبا کی فتنہ انگیزی کا ذکر کیا ہے...... حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرار دینا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو غاصب کہنا اسی کی فتنہ انگیزی کے کرشمے ہیں......

تصوف بھی فتنہ گروں کی فتنہ انگیزیوں سے محفوظ نہ رہا چناں چہ ایران میں ان لوگوں نے خود کو "صوفی" کہلوانا شروع کیا جن کے عقائد اسلام کے قطعاً خلاف تھے۔ اے۔ای کرمسکی (Kriymsky) لکھتا ہے:۔

> صوفی جماعت کے افراد اپنے آپ کو سنت کا سچا محافظ کہتے ہیں لیکن ایران میں یہ لقب ان لوگوں نے بھی اختیار کر لیا تھا جن کے عقائد اسلام سے اس قدر بعید ہیں کہ آں حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کو جہنمی قرار دے دیتے۔ [۱۴۰]

بقول جے۔این۔ہالسٹر:۔

> اسماعلیہ فرقے نے صوفیوں کے طریقے اختیار کر لیے۔ [۱۴۱]

غالباً اس ملاوٹ کی وجہ سے مصری محقق ڈاکٹر ذکی مبارک کو غلط فہمی ہو گئی اور انھوں نے یہاں تک لکھا:۔

و الواقع ان الصلة بين التشيع و التصوف عليؓ، هو معبود الشيعه و امام الصوفيه۔ [۱۴۲]

بیشک تمام سلاسل تصوف حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے جاکر ملتے ہیں مگر سلسلہ نقشبندیہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جاکر ملتا ہے، شاید ڈاکٹر ذکی مبارک کو اس کا علم نہ تھا ورنہ وہ ایسی بات نہیں لکھتے۔۔۔۔۔۔ کوئی اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو معبود سمجھتا ہے، کافر و مشرک ہے مگر آپ کو قائد و رہبر تسلیم کرنے میں کونسی شرعی یا عقلی دلیل مانع ہے؟۔۔۔۔۔ اصل میں شیعیت محبت اہل بیت کا نام نہیں، دشمنی اصحاب و ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔ محبت اہل بیت تو شرط ایمان ہے، بہت سی احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔
[۱۴۳]

فتنہ پروروں نے تصوف کو مجروح اور بدنام کرنے کے لیے شعوری طور پر کوششیں کیں اور چالاکی اور عیاری کے سارے حربے استعمال کیے۔ چناں چہ عبدالوہاب شعرانی (م۔۹۷۳ھ / ۶۔۱۵۶۵ء) لکھتے ہیں:۔

> باطنیہ، ملاحدہ، زنادقہ نے سب سے پہلے امام احمد بن حنبل پھر امام غزالی کی تصانیف میں اپنی طرف سے تدسیس (ملاوٹ) کی۔۔۔۔۔ نیز اس فرقہ باطنیہ نے ایک کتاب جس میں اپنے عقائد کی تبلیغ کی تھی، میری زندگی میں میری طرف سے منسوب کردی اور میری انتہائی کوشش کے باوجود یہ کتاب تین سال تک متداول رہی۔ [۱۴۴]

حمدان بن قرمط نے اسمعیلی مذہب کو باطنی تحریک میں تبدیل کر دیا، یہ اسمعیلی فرقہ، باطنی فرقہ کے نام سے موسوم ہوگیا۔ انھوں نے روایات گھڑ کر مسلمانوں میں عام

کیں۔۔۔۔۔ قرامطہ نے محی الدین ابن عربی (م۔۶۳۸ھ / ۱۲۴۰ء) کی فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ میں۔۔۔۔۔ جلال الدین رومی (م۔۶۷۲ھ / ۴۔۱۲۷۳ء) کی مثنوی اور ملفوظات (فیہ مافیہ)، امام غزالی (م۔ ۵۰۵ھ / ۱۱۱۱ء) کی احیاء علوم الدین اور دوسری مشہور کتابوں میں اپنی طرف سے عبادات اور اشغال و اعمال گھڑ کر داخل کر دئے۔۔۔۔۔۔ بہت سی کتابیں خود لکھ کر صوفیہ کے نام سے منسوب کر دیں جیسا کہ عبدالوہاب شعرانی کے بیان سے اندازہ ہو چکا ہے۔۔۔۔۔

ملاوٹ اور تحریف و ترمیم کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے بلکہ کتابیں گھڑنے کا سلسلہ بھی بند نہیں ہوا۔۔۔۔۔ شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء) سے جو جو باتیں منسوب کی گئی تھیں وہ القول الجلی فی ذکر آثار الولی [۱۲۵] (م۔۱۲۳۹ھ / ۱۸۱۳ء) کی اشاعت کے بعد گھڑی ہوئی ثابت ہوئیں۔۔۔۔۔ مقالے کی تدوین کے دوران ایک مخطوطہ ملا جو ایک عالم نے دوسرے معاصر عالم کو تحریر فرمایا ہے، یہ ایک طویل خط ہے جس کا عنوان "ابحاث اخیرہ" ہے ۲۰ ذی العقدہ ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء کو لکھا گیا ہے۔۔۔۔۔ اس میں مکتوب منہ نے مکتوب الیہ سے شکایت کی ہے کہ ان کے عقیدت مندوں نے مندرجہ ذیل کتابیں ہی نہیں گھڑیں بلکہ ان کے مصنف، مطبع اور صفحے سب کچھ گھڑ لیے۔۔۔۔۔ کسی کو بدنام کرنا میری عادت نہیں اس لیے میں نے مکتوب منہ اور مکتوب الیہ کے نام نہیں دئے۔۔۔۔۔ صرف یہ بات بتانی ہے کہ مخالفین نے تحریف و ترمیم کی اور کتابیں گھڑ کر سلف صالحین کو بدنام کیا یہاں تک کہ بعض لوگ متنفر ہونے لگے، یہ ایک المیہ ہے۔۔۔۔۔ جن گھڑی ہوئی کتابوں کا اوپر ذکر کیا گیا ذرا ان کی تفصیل آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:-

۱۔ تحفتہ المقلدین، محمد نقی علی خاں، صبح صادق، سیتا پور، ۱۵

۲۔ ہدایتہ الاسلام، رضا علی خاں، صبح صادق، سیتا پور، ۳۰

۳۔ خزینۃ الاولیاء، شاہ حمزہ، کانپور، ۱۵

۴۔ ملفوظات، شاہ حمزہ، مصطفائی، ۱۷

۵۔ مرآۃ الحقیقہ، عبدالقادر جیلانی، مصر، ۱۸

یہ ساری کتابیں اور ان کی تفصیلات سب گھڑی ہوتی ہیں، مکتوب منہ ان پر تبصرہ کرتے ہوتے مکتوب مذکور میں لکھتے ہیں۔

> اور بے دھڑک لکھدیا کہ تم یہ کہتے ہو اور تمہارے اکابر اپنی ان کتابوں، ان مطابع کی مطبوعات میں، ان صفحوں پر یوں فرماتے ہیں حالاں کہ ان کتابوں کا جہاں میں وجود، نہ ان مطابع، خواہ کسی مطبع میں چھپیں، نہ ان حضرات نے تصنیف فرمائیں۔ ۱۴۶

یہ گزشتہ صدی کی بات ہے، دور جدید کے ایک مصنف نے اپنی تصنیف میں خود میری طرف سے بعض باتیں منسوب کیں جو میں نے لکھی تک نھیں اس کے علاوہ بہت کچھ جھوٹ لکھا اور عرب ممالک میں پھیلایا، ایک سال سیرت کانفرنس میں شرکت کے لیے اسلام آباد جانا ہوا۔ اسمبلی میں افتتاحی اجلاس کے بعد جسٹس سید شجاعت علی قادری مجھ کو اپنے گھر لے گتے۔۔۔۔۔۔ دوران گفتگو دریافت فرمایا۔۔۔۔۔ آپ نے "البریلویہ" مطالعہ کی ہے؟۔۔۔۔۔۔ میں نے کہا، نھیں۔۔۔۔۔ جسٹس موصوف نے یہ کتاب لا کر مجھ کو دی، کتاب کھولی تو جو صفحہ سامنے آیا اس میں میرے حوالے سے جو لکھا تھا میں نے قطعاً وہ بات نھیں لکھی تھی، اس علمی خیانت کو دیکھ کر حیران رہ گیا پھر کتاب مطالعہ کی تو اور خیانتیں سامنے آئیں۔ چنانچہ تقریظ نگار کو خط لکھا اور خیانتوں کی نشاندہی کی مگر انھوں نے نہ جواب دیا اور نہ توجہ فرمائی۔

سننے میں یہ آرہا ہے کہ عربی کی جو پرانی کتابیں اب شائع ہو رہی ہیں ان میں ایک

خاص منصوبے کے تحت تحریف و ترمیم کا کام جاری ہے۔ انا للہ و انا الیہ را جعون! ۔۔۔۔۔۔ ایک شیخ الحدیث نے فرمایا کہ کتب حدیث کے نئے اڈیشنوں میں بے شمار تحریفات اور اغلاط ہیں۔۔۔۔۔۔ اس موضوع پر ایک مستقل مقالہ لکھا جا سکتا ہے۔

بہر حال عرض یہ کرنا ہے کہ ملاوٹ، ترمیم و تحریف اور گھڑنے کا سلسلہ صدیوں سے چلا آرہا ہے جو دشمنان اسلام کر رہے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ محض ملاوٹ کی وجہ سے ہم اپنے ملی اثاثے کو چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ جائیں، بلکہ عقل و دانائی کی بات یہ ہے کہ ہم چھان پھٹک کے بعد ملاوٹ کو دور کریں۔ اور دشمنان اسلام کے عزائم کو کامیاب نہ ہونے دیں۔۔۔۔۔۔ قومی غیرت کا یہی تقاضا ہے۔

۸

بعض حضرات تصوف یا صوفیہ کا انکار کرتے ہیں تو اس انکار کی متعدد وجوہات ہیں، مثلاً

۱۔ صوفیہ کی باتوں کا انتہائی دقیق اور ناقابل فہم ہونا۔

۲۔ صوفیہ کا عوام پر اثر انداز ہونا اور مقبول ہونا ان کی تعلیمات سے دینی حرارت کا باقی رہنا۔

۳۔ صوفیہ کی کتابوں میں من گھڑت باتوں کا اضافہ۔

۴۔ اسلام کے خلاف بین الاقوامی سازش۔

۵۔ عمل سے عاری صوفیہ کے مشیخت کے جھوٹے دعوے۔

۶۔ بعض مشائخ کا غیر شرعی باتوں کو اپنانا۔

۷۔ بعض مشائخ کا دنیا کی محبت میں گرفتار ہونا اور دنیا جمع کرنا۔

۸۔ بعض مشائخ کا خانقاہی عصبیت میں مبتلا ہو کر، دلوں کو جدا کرنا اور فساد

پھیلانا۔ وغیرہ وغیرہ

تصوف اور صوفیہ سے انکار کی ان وجوہات میں اسلام کے خلاف بین الاقوامی سازش سر فہرست معلوم ہوتی ہے...... اس سازش کے نتیجے میں تصوف ہی سے نفرت نہیں، اسلامی شعائر، علامات و آداب سے بھی نفرت ہے...... مولوی سے نفرت، قاری سے نفرت، حافظ سے نفرت، صوفی سے نفرت...... اپنے ہی اسلاف، اخیار و ابرار سے نفرت...... اپنی ہی تہذیب و تمدن سے نفرت...... یہ نفرتیں اس طرح بڑھائی جارہی ہیں کہ عقل ماؤف ہو گئی...... سوچ نے جواب دے دیا ع

آنچہ ما کردیم برخود ہیچ نابینا نہ کرد

مگر جو وحی پر یقین رکھتا ہے اس کا انکار کرنا عجائبات عالم میں سے ایک اعجوبہ معلوم ہوتا ہے...... وحی ایسی حقیقت ہے جس کو نبی کے علاوہ کسی نے نہ سنا...... کسی نے نہ دیکھا...... ہم نے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور مانا...... تو جب ایسی نظر نہ آنے والی حقیقت پر ہم یقین رکھتے ہیں تو اس نظر نہ آنے والی حقیقت کے نظر نہ آنے والے اسرار و معارف اور حقائق و دقائق کا کیوں انکار کرتے ہیں؟...... یہ بات معقول نہیں، اس سے وحی کا انکار لازم آتا ہے، ذرا سوچیں تو سہی...... ! جو حضرات انکار کرتے ہیں، وہ ایک بڑی حقیقت کا انکار کرتے ہیں...... وہ صرف جسم کو دیکھتے ہیں، جسم کو مانتے ہیں...... روح کو نہیں دیکھتے، نہیں مانتے...... روح نہ ہوتی تو جسم کہاں ہوتا؟...... نہ یہ شور و غوغا ہوتا...... جسم بے جان ہوتا...... ایک ھیولا ہوتا، ایک بگولا ہوتا...... فضاؤں میں رقصاں کچھ نہ ہوتا۔

ہم کو تصوف اور صوفیہ سے اتنی نفرت ہو گئی کہ شریعت پر عمل کرنے والے مسلمان ہم کو، کافر و مشرک اور یہود و نصاریٰ نظر آنے لگے...... میرے محسن

وکرمفرما سلسلہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ پیر محمد اسحاق جان سرہندی مصر تشریف لے گئے، ان کی یک مشت بھرواں داڑھی دیکھ کر ایک مصری مسلمان نے پوچھا۔

"کیا تم یہودی ہو"؟

انھوں نے فرمایا، "الحمدللہ مسلمان ہوں"۔۔۔۔ اس نے کہا "پھر اتنی لمبی داڑھی کیوں رکھی ہے"؟۔۔۔۔۔ اور سنیئے ۱۹۹۵ء میں سلسلہ قادریہ کے ایک جوان سبز عمامہ باندھے مسجد نبوی تشریف (مدینہ منورہ) میں بیٹھے تھے، ایک مقامی عرب نے سوال کیا۔

"تم مسلمان ہو یا صوفی"؟

اللہ اکبر! ہم کس پستی میں چلے گئے۔۔۔۔ متبع سنت غیر مسلم نظر آنے لگے۔۔۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ دشمنان اسلام نے ہمارے دلوں سے ہر سنت کی محبت نکال دی اور بدعت کی محبت ڈال دی۔۔۔۔۔ ذرا غور تو کریں۔

۱ ۔۔۔۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ باندھتے تھے اور بعض اوقات ٹوپی بھی پہنی، ہم ننگے سر رہتے ہیں، بہت ہی کم سر ڈھانکتے ہیں، بلکہ سر ڈھانکنا مردوں اور عورتوں کے لیے معیوب ٹھہرا۔

۲ ۔۔۔۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کرتا اور تہبند استعمال کرتے تھے، ہم کوٹ پتلون کو اچھا سمجھتے ہیں، مسنون لباس کو اچھا نہیں سمجھتے۔

۳ ۔۔۔۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چہرۂ مبارک پر بھرواں داڑھی تھی، ہم داڑھی منڈاتے ہیں اور داڑھی والوں کو اچھا نہیں سمجھتے۔

۴ ۔۔۔۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہت ہی سادہ تھی، ہم ظاہری طمطراق کو بہت اچھا سمجھتے ہیں، تکلف پسند ہیں، سادگی پسند مسلمانوں کو اچھا نہیں سمجھتے۔

۵ ------ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرش پر بیٹھتے تھے، ہم صوفوں اور کرسیوں پر چڑھ کر بیٹھتے ہیں اور فرش کو اچھا نھیں سمجھتے، جوتیوں سے روندتے ہیں۔

۶ ------ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازوں کے بعد سنتیں ادا کرتے، ہم اول تو فرض ہی نھیں پڑھتے، پڑھتے ہیں تو فرض ادا کیے ------ یہ جادہ جا! ------ الا ماشاء اللہ ! ------

ایک ایک سنت کا جائزہ لیں تو زندگی سنت سے خالی نظر آئیگی۔ یہ حقیقت کتنی تلخ ہے؟ ------ کتنی افسوسناک ہے !

ہم نے "مسلمان" کا ایک جدید نمونہ بنایا ہے جو بغیر تعارف کے پہچانا نھیں جاتا، شاید صوفی کا یہی قصور ہے کہ وہ تعارف کے بغیر پہچانا جاتا ہے اس لیے اس کو طرح طرح کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے تاکہ اسلام اور سنت کی تذلیل ہو ------ تصوف ان نشانیوں پر زور دیتا ہے جو مسلمان کا تشخص قائم رکھتی ہیں ------

آج سے ہزار برس پہلے تصوف میں اتنی ملاوٹ کر دی گئی تھی کہ مشہور صوفی سید علی ہجویری (م۔ ۴۶۴ھ / ۳۔ ۱۰۳۲ء) تحریر فرماتے ہیں۔

آج کے دن تصوف نام ہی نام رہ گیا، حقیقتہ کچھ نھیں رہ گیا، ایک دن وہ تھا کہ تصوف خالصتہ تصوف تھا اور نام و نمود نہ تھی۔ ۱۴۷

لیکن نشیب و فراز آتے رہتے ہیں، حالات ایک جیسے نھیں رہتے، گزشتہ ایک ہزار برس میں کیسی کیسی جلیل القدر ہستیاں سامنے آئیں اور تاریخ و سوانح کا ایک عظیم ذخیرہ وجود میں آیا ------ حالات کیسے بھی ہوں لیکن تصوف کا انکار نھیں کر سکتے، سید علی ہجویری علیہ الرحمہ منکرین تصوف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اگر تنہا تصوف کا انکار کرتے ہیں تو مضائقہ نھیں اس لیے کہ

معانی، حقائق میں مسمیات سے بالکل بیگانہ ہیں۔۔۔۔۔اور اگر عین
تصوف کے منکر ہیں تو یہ انکار تمام احکام شرعیہ اور انبیاء کرام
کاانکار ہے۔ اور (اس سے) ان کے خصائل ستودہ کا انکار لازم
آتا ہے۔[۱۴۸]

حقیقت یہ ہے کہ ہم تصوف کے انکار میں ابن جوزی، ابن تیمیہ، ابن قیم اور ان عبدالوہاب سے بھی بہت آگے نکل گئے۔۔۔۔۔ ہمارے انکار میں بین الاقوامی سازشوں کی بو آرہی ہے۔۔۔۔۔

۹

تصوف کے خلاف ہمہ گیر تحریک کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں، یہ تحریک سراسر سیاسی ہے کہ عالم گیر ہے۔۔۔۔۔ دشمنان اسلام نے اس کو اس لئے تاکا ہے کہ اس کے دم سے ایمان کی حرارت باقی رہتی ہے۔۔۔۔۔ اس کے دم سے غریبوں کا وقار قائم رہتا ہے جو دنیا کی عظیم اکثریت ہیں۔۔۔۔۔ اس جمہوری دور میں فیصلوں کے مجاز ہیں مگر ان کو دبائے رکھنا اور سر نہ اٹھانے دینا جدید سیاست کا خفیہ ہدف ہے۔۔۔۔۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غریبوں پر بڑا ہی کرم فرمایا، انھیں کے طور طریقے اپناتے اور ان کو سر بلند کیا۔۔۔۔۔ جو لوگ تصوف کا انکار کرتے ہیں وہ اعلیٰ سے اعلیٰ مکانوں میں رہتے ہیں، اعلیٰ سے اعلیٰ سواریوں میں گھومتے ہیں، اعلیٰ سے اعلیٰ لباس پہنتے ہیں۔۔۔۔۔ ذرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سادہ زندگی تو ملاحظہ فرمائیں، یہی وہ زندگی ہے جو صوفیہ نے اپنائی۔۔۔۔۔ جو صوفیہ کے خلاف ہے، وہ اس سادہ زندگی کے خلاف ہے۔۔۔۔۔ اصل میں تصوف کے خلاف دور جدید کی جنگ، امارت کی جنگ غربت کے خلاف اور غریبوں کے خلاف ہے۔۔۔۔۔ ہاں، میں حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کی سادگی کا ذکر کر رہا تھا، پیچھے عرض کر چکا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غریب غلام کی دعوت قبول فرمالیتے، دراز گوش پر سواری بھی فرمالیتے، کھڈی کے بنے ہوتے اونی کپڑے بھی پہن لیا کرتے تھے...... ذرا یہ حدیثیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱ -------- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڈی کی بنی ہوئی اون کی سیاہ چادر استعمال فرمائی [۱۴۹] ------

۲ ------ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے موٹی چادر دکھائی اور گاڑھے کا تہبند اور فرمایا انھیں کپڑوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ فرمایا۔ [۱۵۰]

۳ ------ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے گاڑھے کا ایک تہبند دکھایا جو یمن میں بنایا جاتا تھا اور ایک چادر جس کو ''ملبدہ'' کہا جاتا تھا...... (شاید کھدر کی چادر)...... تو آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ ان دو کپڑوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ فرمایا۔ [۱۵۱]

۴ ------ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صوف پہنا اور موٹے سخت کپڑے پہنے۔ [۱۵۲]

۵ ------ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چادر استعمال کی جس میں پھول کڑھے ہوتے تھے مگر آپ نے ناپسند فرما کر اتار دیا [۱۵۳] ...... وہی سادہ چادر زیب تن فرمائی۔

یہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سادہ لباس جو صوفیہ اور فقراء میں مقبول ہوا۔ جس سے محبت ہوتی ہے اس کا لباس بھی اچھا لگتا ہے اور اس کو پہننے والے بھی اچھے لگتے ہیں...... محبت کا یہی تقاضا ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا کو دل

سے پسند کریں۔۔۔۔۔۔ اور اسی انداز سے اپنے مزاج کی تربیت کریں۔

شاید ہمیں تصوف اس لئے اچھا نہیں لگتا کہ وہ دل سے دنیا کی محبت نکالتا ہے۔ اللہ سے قریب کرتا ہے، موت کو ہر وقت یاد دلا کر دل کو بیدار رکھتا ہے۔۔۔۔۔۔ ہم کو غفلت میں مزہ آتا ہے۔۔۔۔۔۔ دشمنانِ اسلام ہمارے پیچھے لگے ہوتے ہیں۔۔۔۔۔۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہم۔۔۔۔۔۔

- ۔۔۔۔۔۔اپنی اصل سے بیگانہ ہو جائیں۔
- ۔۔۔۔۔۔اپنی تاریخ سے بے خبر ہو جائیں۔
- ۔۔۔۔۔۔معاشی طور پر کنگال ہو جائیں۔
- ۔۔۔۔۔۔اخلاقی طور پر تباہ اور برباد ہو جائیں۔
- ۔۔۔۔۔۔روحانی طور پر بے جان ہو جائیں۔

وہ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے اخیار وابرار و اسلاف کی تحقیر و تذلیل پر آمادہ کر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ وہ تصوف سے بیگانہ کر کے ہم کو زندگی سے محروم کر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ وہ آپس کے جھگڑوں میں مبتلا کر کے پیروں پر کھڑے ہونے نہیں دیتے۔۔۔۔۔۔ وہ ہمارے علمی اثاثے کے درپے ہیں جو سارے عالم کے کتب خانوں میں موجود ہے اور جس کا بیشتر حصہ صوفیہ کا مرہونِ قلم ہے۔۔۔۔۔۔ وہ ہمارے دلوں سے اسلاف کی محبت نکال کر ان کے عظیم الشان علمی خزانوں کو خود ہمارے ہاتھوں دفن کرا رہے ہیں۔۔۔۔۔۔ وہ، وہ سب کچھ کر رہے ہیں جو ایک بدترین دشمن کر سکتا ہے۔۔۔۔۔۔ اگر ہم تصوف کے رنگ میں رنگے ہوتے، جو اللہ و رسول ہی کا رنگ ہے، تو کبھی اس طرح پامال نہ ہوتے۔۔۔۔۔۔

۱۰

تصوف ہر دور کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔۔ صوفیہ نے ہر زمین پر اسلام پھیلایا، علماء نے علم پھیلایا، بادشاہوں نے حکومتیں قائم کیں۔۔۔۔۔۔ اسلام نہ پھیلتا تو نہ علم پھیلتا، نہ حکومتیں قائم ہوتیں۔۔۔۔۔۔ ہماری تاریخ پر صوفیہ کا بڑا احسان ہے اور گہری چھاپ ہے۔۔۔۔۔۔ تصوف کے خلاف تحریک اسلام کے محسنوں کے خلاف تحریک ہے۔۔۔۔۔۔ عالم اسلام اور برصغیر کی تاریخ پر نظر ڈالیں گے تو بادشاہوں کو صوفیہ کے دامن سے وابستہ پائیں گے۔

۱ ------ سلطان محمود غزنوی، خواجہ ابوالحسن خرقانی (م۔۴۲۵ھ / ۳۴-۱۰۳۳ء) کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ نے اس کو وعظ و نصیحت فرمائی۔

------" ثم جلس محمود بین یدیہ فوعظہ و نصحہ" ------

(انساب سمعانی، حیدرآباد دکن، ج۵، ص ۹۴ بحوالہ احوال و اقوال شیخ ابوالحسن خرقانی باہتمام مجتبیٰ مینوی کتب خانہ جمہوری، تہران، ص ۱۴-۱۵)

ہمایوں بادشاہ، شاہ محمد غوث گوالیاری (م۔۹۷۰ھ / ۱۵۶۲ء) کے دامن سے وابستہ تھا، اکبر بادشاہ بھی انھیں کے دامن سے وابستہ رہا۔۔۔۔۔ جہاں گیر بادشاہ، شیخ احمد سرہندی (م۔۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء) کے دامن سے وابستہ ہوا اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م۔ ۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء) کی قدر و منزلت کی۔۔۔۔۔ شاہجہاں بادشاہ، میاں میر (م۔ ۱۰۴۵ھ / ۱۶۳۵ء) کے دامن سے وابستہ ہوا اور شیخ احمد سرہندی سے عقیدت رکھی۔۔۔۔۔ اورنگ زیب عالم گیر بادشاہ، خواجہ محمد معصوم (م۔۱۰۷۹ھ / ۱۶۶۸ء) کے دامن سے وابستہ ہوا اور خواجہ سیف الدین (م۔۱۰۹۶ھ /

۵۔ ۱۶۸۴ء) نے منازل سلوک طے کرائے......

یہ سارے حقائق اس حقیقت کی غمازی کرتے ہیں کہ صوفیہ کے پاس کچھ ہے جبھی تو شاہان وقت کھنچے چلے آ رہے ہیں..... بلاشبہ تصوف ہر دور کی ضرورت ہے..... اور اس دور کی بھی ضرورت ہے..... ہر شعبۂ زندگی کو تصوف کی ضرورت ہے..... بیشک

- ○ ----- تصوف روح اسلام ہے
- ○ ----- تصوف جان ایمان ہے
- ○ ----- تصوف بندگی ہے
- ○ ----- تصوف زندگی ہے
- ○ ----- تصوف سادگی ہے
- ○ ----- تصوف ہمدردی و غمخواری ہے
- ○ ----- تصوف دل داری و دل نوازی ہے
- ○ ----- تصوف سیرت مصطفیٰ ہے
- ○ ----- تصوف صدق بوبکر ہے
- ○ ----- تصوف ضرب حیدر ہے
- ○ ----- تصوف فقر بوذر ہے
- ○ ----- تصوف عدالت و دیانت ہے
- ○ ----- تصوف معیشت و معاشرت ہے
- ○ ----- تصوف خزینہ رحمت ہے
- ○ ----- تصوف تہذیب و تمدن ہے
- ○ ----- تصوف عقل کا حیرت کدہ ہے

۵۔۱۶۸۴ء نے منازل سلوک طے کراتے......

یہ سارے حقائق اس حقیقت کی غمازی کرتے ہیں کہ صوفیہ کے پاس کچھ ہے جبھی تو شاہان وقت کھنچے چلے آرہے ہیں...... بلاشبہ تصوف ہر دور کی ضرورت ہے...... اور اس دور کی بھی ضرورت ہے...... ہر شعبۂ زندگی کو تصوف کی ضرورت ہے...... بیشک

- ○ ----- تصوف روح اسلام ہے
- ○ ----- تصوف جان ایمان ہے
- ○ ----- تصوف بندگی ہے
- ○ ----- تصوف زندگی ہے
- ○ ----- تصوف سادگی ہے
- ○ ----- تصوف ہمدردی و غمخواری ہے
- ○ ----- تصوف دل داری و دل نوازی ہے
- ○ ----- تصوف سیرت مصطفیٰ ہے
- ○ ----- تصوف صدق بوبکر ہے
- ○ ----- تصوف ضرب حیدر ہے
- ○ ----- تصوف فقر بوذر ہے
- ○ ----- تصوف عدالت و دیانت ہے
- ○ ----- تصوف معیشت و معاشرت ہے
- ○ ----- تصوف خزینۂ رحمت ہے
- ○ ----- تصوف تہذیب و تمدن ہے
- ○ ----- تصوف عقل کا حیرت کدہ ہے

○ ----- تصوف دل کا راحت کدہ ہے

○ ----- تصوف برہان رب ہے

○ ----- تصوف روح رواں ہے

○ ----- تصوف لشکر جرار ہے

○ ----- تصوف حیدر کرار ہے

○ ----- تصوف سکون دل بیقرار ہے

○ ----- تصوف دوائے درد دل ہے

○ ----- تصوف بہار بے خزاں ہے

○ ----- تصوف بحر و بر ہے

○ ----- تصوف جہاں گیر و عالم گیر ہے

○ ----- تصوف بصیرت و بصارت ہے

○ ----- تصوف فرمان حق ہے

۱۴ / ذی الحجہ ۱۴۱۷ھ

۲۳ / اپریل ۱۹۹۷ء

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

۲ / ۱۷۔ سی

پی۔ ای۔ سی۔ ایچ۔ سوسائٹی

کراچی۔ (سندھ۔ پاکستان)

حواشی و حوالہ جات

۱ ------- قرآن حکیم، سورۂ انعام، آیت نمبر ۱، سورۂ انبیاء، آیت نمبر ۳۳، سورۂ نحل، آیت نمبر ۶

۲ ------- قرآن کریم، سورۂ حجر، آیت نمبر ۲۸، سورۂ صٓ، آیت نمبر ۱۷

۳ ------- قرآن حکیم، سورۂ بقرہ، آیت نمبر ۳۱

۴ ------قرآن حکیم، سورۂ بقرہ، آیت نمبر ۳۴، سورۂ اسراء، آیت نمبر ۶۱
۵ ------قرآن حکیم، سورۂ سورۂ فصلت، آیت نمبر ۱۱
۶ ------قرآن حکیم، سورۂ تین، آیت نمبر ۴
۷ ------قرآن حکیم، سورۂ ملک، آیت نمبر ۲
۸ ------(۱) بخاری شریف، کتاب الایمان، ص ۱۳۔ مسند امام احمد، ج ۴، ص ۲۰۷، ۲۰۴، ۲۰۷
۹ ------قرآن حکیم، سورۂ ق، آیت نمبر ۳۳
۱۰ ------قرآن حکیم، سورۂ شعراء، آیت نمبر ۷۹، سورۂ صافات، آیت نمبر ۸۴
۱۱ ------قرآن حکیم، سورۂ حجرات، آیت نمبر ۱۲، سورۂ مجادلہ، آیت نمبر ۲۲
۱۲ ------قرآن حکیم، سورۂ حج آیت نمبر ۴۶
۱۳ ------ قرآن حکیم، سورۂ اعراف، آیت نمبر ۱۷۹، سورۂ حج، آیت نمبر ۴۶، سورۂ توبہ، آیت نمبر ۸۷، سورۂ صف، آیت نمبر ۵، سورۂ توبہ، آیت نمبر ۹۳، ۱۲۷، سورۂ زمر، آیت نمبر ۲۲
۱۴ ------قرآن حکیم، سورۂ بقرہ، آیت نمبر ۱۵۱
۱۵ ------قرآن حکیم، سورۂ بقرہ، آیت نمبر ۱۲۹، سورۂ آل عمران، آیت نمبر ۱۶۴
۱۶ ------قرآن حکیم، سورۂ اعلیٰ، آیت نمبر ۷
۱۷ ------قرآن حکیم، سورۂ شمس، آیت نمبر ۹۔۱۰
۱۸ ------قرآن حکیم، سورۂ فاطر، آیت نمبر ۱۸
۱۹ ------قرآن حکیم، سورۂ نور، آیت نمبر ۲۱
۲۰ ------قرآن حکیم، سورۂ حدید، آیت نمبر ۳
۲۱ ------قرآن حکیم، سورۂ مومنون، آیت نمبر ۲
۲۲ ------قرآن حکیم، سورہ زمر، آیت نمبر ۶
۲۳ ------قرآن حکیم، سورۂ نجم، آیت نمبر ۳۲
۲۴ ------قرآن حکیم، سورۂ بلد، آیت نمبر ۱۰
۲۵ ------قرآن حکیم، سورۂ لقمان، آیت نمبر ۲۰
۲۶ ------قرآن حکیم، سورۂ نحل، آیت نمبر ۶۹
۲۷ ------قرآن حکیم، سورۂ یونس، آیت نمبر ۵۷
۲۸ ------قرآن حکیم، سورۂ اسراء، آیت نمبر ۸۲
۲۹ ------قرآن حکیم، سورۂ فصلت، آیت نمبر ۴۴
۳۰ ------قرآن حکیم، سورۂ نحل، آیت نمبر ۶۶

۳۱ ------قرآن حکیم، سورۂ اعراف، آیت نمبر ۲۶
۳۲ ------قرآن حکیم، سورۂ فصلت، آیت نمبر ۵۳
۳۲۔ا اخبار البلاد (سعودی عرب) کے نامہ نگار طلال عطیہ نے جدہ سے یہ خبر دی جو اخبار مذکور کے شمارہ یکم شعبان ۱۴۱۲ھ / ۱۹۹۲ء میں شائع ہوئی۔ مسعود
۳۳ ------قرآن حکیم، سورۂ تین، آیت نمبر ۴
۳۴ ------قرآن حکیم، سورۂ تین، آیت نمبر ۵
۳۵ ------تصوف کا باطنیت (Mysticism) سے کوئی تعلق نھیں، "باطنیت" تقریباً ہر مذہب میں پائی جاتی ہے۔ اس لیے لاطینی، جرمنی، فرانسیسی میں اس کے لیئے انگریزی سے ملتے جلتے الفاظ ہیں------ تفصیلات کے لئے مندرجہ ذیل لغات ملاحظہ فرمائیں:۔

(1) Jhon: Ogilvie: English Dictionary, London, 1907, p. 471
(2) William Dwight Whitney: German And English Dictionary, 1889, p. 198
(3) Charles Annandale: The Cancise Dictionary, 1914, p. 448

تصوف میں واضح و روشن دستور حیات ہے، یہاں اجالا ہی اجالا ہے، اندھیرا نھیں------باطنیت میں دستور حیات واضح نھیں، یہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہے روشنی کی تلاش ہے، روشنی نھیں، تصوف میں قائد و رہبر ہے، باطنیت میں نھیں------باطنیت کے معنی لغات میں یہ لکھے ہیں------خدا کی تلاش، خدا میں ضم ہونے کی آرزو------دیکھئے:۔

(i) William Geddie: Chambers Twentieth Century Dictionary, London, 1954, p. 708
(ii) F.J.Fowler etc. Oxford Dictionary, London 1952, p 518

۳۶ ------عبدالحق محدث دہلوی: تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف (مخطوطہ ۱۰۵۰ھ / ۱۶۴۰ء)، ص۔ ۱ بحوالہ احمد بن محمد عیسی البرنسی الفاسی (م۔ ۸۹۹ھ / ۱۴۹۳ء): کتاب الجمع بین الشریعہ والحقیقہ۔
۳۷ ------قرآن حکیم، سورۂ رحمن، آیت نمبر ۵۵
۳۸ ------مخطوطۂ مذکور، ص ۲

پروفیسر نکلسن (Nicholson) اور پروفیسر میکڈونلڈ (Mc Donald) کو ملاوٹ کی وجہ سے تصوف میں عیسائی رہبانیت اور یونانی لاطینیت کی بو آرہی ہے حالاں کہ فرانسیسی محقق پروفیسر ماسینوں (Massignon) نے صاف لکھا ہے کہ تصوف کی بنیاد سراسر قرآن وحدیث پر ہے۔۔۔۔۔۔ تفصیل کے لیے مطالعہ کریں۔

(i) R.A.Nicholson: Mysticism------ The Legacy of Islam, 1952, p.213

of Islam, 1952, p. 213

(ii) D.B.McDonald: Development of Muslim Theology Jurisprudence And Constitutional Theory, p. 130

(iii) Hamilton A.R.Gibb:Mohammadanism, New York, 1955, p. 100

انشاء اللہ ہم آگے چل کر بتائیں گے کہ تصوف کی بنیاد سراسر قرآن وحدیث سے پر ہے اس کا باطنیت یا Mysticism سے کوئی تعلق نہیں۔ مسعود

۳۹ ------قرآن حکیم، سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۰، سورۂ ص، آیت نمبر ۱۶

۴۰ ------قرآن حکیم، سورۂ بقرہ، آیت نمبر ۳۱

۴۱ ------قرآن حکیم، سورۂ بقرہ، آیت نمبر ۳۴، سورۂ اعراف، آیت نمبر ۱۲، سورۂ اسرار آیت نمبر ۶۱، سورۂ کہف، آیت نمبر ۵۰، سورۂ طہٰ، آیت نمبر ۱۱۶

۴۲ ------قرآن حکیم، سورۂ طہٰ، آیت نمبر ۲۱

۴۳ ------قرآن حکیم، سورۂ سورۂ بقرہ، آیت نمبر ۳۷

۴۴ ------قرآن حکیم، سورۂ آل عمران، آیت نمبر ۳۳

۴۵ ------قرآن حکیم، سورۂ اسرار، آیت نمبر ۷۰

۴۶ ------قرآن حکیم، سورۂ بقرہ، آیت نمبر ۳۷

۴۷ ------قرآن حکیم، سورۂ ممتحنہ، آیت نمبر ۲۱

۴۸ ------ایضاً

۴۹ ------ صحیح بخاری، (ترجمہ اردو محمد عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری)، لاہور ۱۹۸۲ء، باب نمبر ۴۶۴ "وجبۃ الصوف فی الغزو" ------ج ۳، ص ۲۹۰

۵۰ ------سنن ابوداؤد (ترجمہ اردو محمد عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری) لاہور ۱۹۸۰ء، ج ۳، ص ۲۲۰

۵۱ ------سنن ابن ماجہ (ترجمہ اردو محمد عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری)، لاہور ۱۹۸۳ء، ج ۲، ص ۳۷۴ باب نمبر ۵۷۷، "لبس الصوف" ------

۵۲ ------ شہاب الدین سہروردی : عوارف المعارف، مطبوعہ مکتبہ الوھبیہ، مصر ۱۲۹۲ء، ص ۳۲۔۳۳

۵۳ ------ حیرت کی بات یہ ہے کہ ہمیں یہود و نصاریٰ اور ھنود و مشرکین کے لباس سے نفرت نھیں، ہمیں انبیاء علیہم السلام کے لباس اور اس کے پہننے والوں سے نفرت ہے۔ اپنی حالت پر غور فرمائیں، کہیں دشمنان اسلام نے ہم پر جادو تو نھیں کیا؟ ان کی کوئی بات بری نھیں لگتی، اپنی سب باتیں بری لگتی ہیں۔ مسعود

۵۴ ------ قرآن حکیم میں بھی "صوف" سے ملتے جلتے الفاظ آئے ہیں مگر اس کا مادہ مختلف ہے، پھر بھی مجازاً صوفیہ پر اطلاق ہو سکتا ہے۔ مثلاً صفصفا (ہموار) طہ، ۱۰۶ / ۲۰ ------ صفا (پرا باند ہے) کہف، ۴۸ / ۱۸ ------ صافات (پر پھیلائے) نور، ۴۱ / ۲۴ ------ صافون (پر پھیلانے) ہے ------ ۱۶۵ / ۳۷ ------ صواف (ایک پاؤں بندھے تین پاؤں سے کھڑے) حج، ۳۶ / ۲۲، مصفوفہ (قطار در قطار)، طور، ۲۰ / ۵۲

۵۵ ------اسماعیل بن حماد الجوھری : الصحاح، بیروت، ۱۹۵۶ء، جلد ۴

۵۶ ------ سید محمد مرتضیٰ الحسینی الزبیدی : تاج العروس، دار الھدایہ للطباعۃ و النشر و التوزیع، ۱۹۸۷ء

۵۷ ------ابو الفضل جمال الدین محمد مصری : لسان العرب، ج ۷، ۱۴۰۵ھ، ایران، ص ۱۹۹

۵۸ ------فیروز اللغات، لاہور ۱۹۶۸ء، ص ۳۸۷

۵۹ Prof Maan Z.Madina: Arabic English------ Dictionary, U.S.A. 1973, p. 382

۶۰ ------المنجد (اردو)، کراچی ۱۹۷۵ء، ص ۵۸۲

۶۱ ------(ا) بخاری شریف، ص ۸۹۰ (ب) مسند امام احمد، ج ۲، ص ۳۱۲

۶۲ ------قرآن حکیم، سورۂ آل عمران، آیت نمبر ۱۵۹

۶۳ ------قرآن حکیم، سورۂ نحل، آیت نمبر ۸۹

۶۴ ------قرآن حکیم، سورۂ حشر، آیت نمبر ۷

۶۵ ------قرآن حکیم، سورۂ بقرہ، آیت نمبر ۱۶۵

۶۶ ------ترمذی شریف، کتاب الدعوات، ص ۵۰۳

۶۷ ------ قرآن حکیم، سورۂ توبہ، آیت نمبر ۲۴

۶۸ ------ قرآن حکیم، سورۂ فاطر، آیت نمبر ۱۰

۶۹ ------ قرآن حکیم، سورۂ فاطر، آیت نمبر ۳۲

۷۰ ------ قرآن حکیم، سورۂ مومنون، آیت نمبر ۶۱

۷۱ ------ قرآن حکیم، سورۂ واقعہ، آیت نمبر ۱۰۔۱۴

۷۲ ------ قرآن حکیم، سورۂ فاطر، آیت نمبر ۲۲

۷۳ ------ قرآن حکیم، سورۂ دہر، آیت نمبر ۷

۷۴ ------ ابن تیمیہ : اصحاب صفہ اور تصوف کی حقیقت (ترجمہ اردو عبدالرزاق ملیح آبادی)، الدار السلفیہ، مطبوعہ بمبئی، ص ۴۷

۷۵ ------ قرآن حکیم، سورۂ مطففین، آیت نمبر ۲۲۔۲۴

۷۶ ------ قرآن حکیم، سورۂ نساء، آیت نمبر ۶۹

۷۷ ------ قرآن حکیم، سورۂ بینہ، آیت نمبر ۸

۷۸ ------ قرآن حکیم، سورۂ مائدہ، آیت نمبر ۵۷

۷۹ ------ قرآن حکیم، سورۂ احزاب، آیت نمبر ۲۲

۸۰ ------ قرآن حکیم، سورۂ آل عمران، آیت نمبر ۱۱۳۔۱۱۴

۸۱ ------ مسلم شریف، کتاب الضعفاء والخاملین، ج ۲، ص ۳۲۹

۸۲ ------ (ا) مسند احمد، ج ۱، ص ۲۳۷ (ب) نسائی، ج ۱، ص ۲۵۶ (ج) بخاری شریف، ج ۲، ص ۹۶۱

۸۳ ------ بخاری شریف، ج ۲، ص ۹۴۹

۸۴ ------ تفسیر شیخ الاکبر، ج ۱، ص ۲۸۸

۸۵ ------ (ا) تفسیر شیخ الاکبر، ج ۱، ص ۷

---------(ب) فتوحات مکیہ، ج ۲، ص ۳۴۴

---------(ج) اشعۃ اللمعات، ج ۴، ص ۱۳۴

۸۶ ------ شیخ عبدالحق محدث دہلوی : تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف، ترجمۂ مخطوطہ از علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، ص ۶

نوٹ:۔---- الامام المحدث الحافظ ابی زکریا یحیی بن شرف النووی (م۔ ۶۷۶ھ / ۹۔۱۲۶۸ء) نے "ریاض الصالحین" کے نام سے احادیث کا ایک مستند مجموعہ مرتب کیا ہے (مطبوعہ لاہور ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۶ء)۔ اس میں مختلف ابواب کے تحت جن احادیث کو جمع کیا ہے وہ

تقریباً وہی ہیں جن کا تعلق صوفیہ کی تعلیمات اور ملفوظات سے ہے۔ اس کے مطالعہ سے ان حضرات کی تشفی ہو سکتی ہے جو تصوف کو قرآن و حدیث کے خلاف سمجھتے ہیں اور اس سے متنفر ہیں یا کسی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ مطالعہ اور صحیح فکر ہی سے غلط فہمیاں دور ہو سکتی ہیں۔۔۔۔۔۔ مسعود

٨٧ ــــــ قرآن حکیم، سورۂ احزاب، آیت نمبر ٢١، الرسالۃ القشیریہ، مصر ١٩٤٠ء، ص ١١٠

٨٨ ــــــ قرآن حکیم، سورۂ طلاق، آیت نمبر ١، سورۂ مائدہ، آیت نمبر ٢

٨٩ ــــــ قرآن حکیم، سورۂ بقرہ، آیت نمبر ٧٣، الرسالۃ القشیریہ، ص ١٢٤

٩٠ ــــــ قرآن حکیم، سورۂ دہر، آیت نمبر ٧۔٨

٩١ ــــــ قرآن حکیم، سورۂ بینہ، آیت نمبر ٣٠، سورۂ فجر، آیت نمبر ٢٧۔٢٨

٩٢ ــــــ قرآن حکیم، سورۂ رحمن، آیت نمبر ١٢

٩٣ ــــــ ایضاً، آیت نمبر ١٢

٩٤ ــــــ قرآن حکیم، سورۂ احزاب، آیت نمبر ٦

٩٥ ــــــ قرآن حکیم، سورۂ زمر، آیت نمبر ١١، الرسالۃ القشیریہ، ص ١٠٤

نوٹ:۔۔۔۔ نقشبندیہ سلسلے کے مشائخ نے سالک کے لیے یہ آٹھ شرائط تجویز کی ہیں۔۔۔۔۔

(١) ہوش در دم (٢) نظر بر قدم (٣) سفر در وطن (٤) خلوت در انجمن (٥) یاد کرد (٦) بازگشت (٧) نگاہ داشت (٨) یادداشت۔۔۔۔۔ اسی طرح (١) وقوف زمانی (٢) وقوف عددی (٣) وقوف قلبی۔۔۔۔۔ یہ ساری مصطلحات تصوف سے بیگانہ انسان کے لیے بظاہر عجیب سی لگتی ہیں مگر میں نے جب قرآن کریم کا مطالعہ کیا تو یہ راز کھلا کہ کوئی نہ کوئی آیت کسی نہ کسی اصطلاح کی تصدیق کر رہی ہے گویا یہ اصطلاحات صراط مستقیم پر چلنے والوں کی آسانی کے لیے وضع کی گئی ہیں اور ایسا کرنے کی کسی آیت یا حدیث میں ممانعت نہیں۔

مسعود

٩٦ ــــــ قرآن حکیم، سورۂ آل عمران، آیت نمبر ١٩١

٩٧ ــــــ قرآن حکیم، سورۂ توبہ، آیت نمبر ١٢

٩٨ ــــــ قرآن حکیم، سورۂ زخرف، آیت نمبر ٣٣۔٣٥

٩٩ ــــــ ترمذی شریف ص ٣٣٧

١٠٠ ــــ مسند امام احمد، ج ٥، ص ٤٢٧

١٠١ ــــ مسلم شریف، ج ٢، ص ٤٠٧

١٠٢ ــــ مسند امام احمد، ج ١، ص ٣٦٨

نوٹ:۔ ---امام ابو حنیفہ کے شاگرد عبداللہ بن مبارک (م۔ ۱۸۱ھ / ۷۹۷ء) نے کتاب الزہد مرتب کی جس میں زہد کی فضیلت سے متعلق احادیث جمع کی گئی ہیں۔ مسعود

۱۰۳ ---قرآن حکیم، سورۂ کہف، آیت نمبر ۱۲،

۱۰۴ ---قرآن حکیم، سورہ، کہف، آیت نمبر ۱۸،۱۱

۱۰۵ ---قرآن حکیم، سورہ، کہف، نمبر ۲۱

۱۰۶ ---قرآن حکیم، سورہ، کہف، آیت نمبر ۹

۱۰۷ ---شیخ عبدالحق محدث دہلوی: تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف، ترجمہ مخطوطہ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، ص ۱۔۲

۱۰۸ ---شیخ عبدالحق محدث دہلوی: تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف، (ترجمہ مخطوطہ از علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری، ص ۲)

۱۰۹ ---عبدالوہاب شعرانی: طبقات اولیاء، مصر، ج ۱، ص ۱۳۱

۱۱۰ ---شہاب الدین سہروردی: عوارف المعارف، مصر، ج ۱، ص ۴۳

۱۱۱ ---عبدالوہاب شعرانی: الیواقیت الجواہر فی عقائد الاکابر، ج ۱، ص ۱۳۹

۱۱۲ ---عبدالوہاب شعرانی: کتاب الیواقیت والجواہر، ص ۲۲

۱۱۳ ---امام غزالی: احیاء علوم الدین، ص ۱۳

۱۱۴ ---عارف ریوگری: عارف نامہ (ترجمۂ اردو قدیر محمد قریشی)، کراچی ۱۹۹۷ء، ص ۹

۱۱۵ ---الطبقات الکبریٰ، ص ۴

۱۱۶ ---ایضاً، ص ۴

۱۱۷ ---احمد سرہندی: مکتوبات، جلد اول، امر تسر ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء، مکتوب نمبر ۳۶، ص ۹۷

۱۱۸ ---شیخ عبدالحق محدث دہلوی: تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف، ترجمۂ اردو محمد عبدالحکیم شرف قادری، ص

۱۱۹ ---عبدالغنی نابلسی: حدیقۃ ندیہ، ج ۱، ص ۱۳۰۔۱۳۱

۱۲۰ ---بقول سر سید احمد خاں، مسجد فتحپوری ۱۰۶۰ھ / ۱۶۵۰ء میں شاہجہاں بادشاہ کی ملکہ فتحپوری بیگم نے تعمیر کرائی تھی (آثار الصنادید، ۱۳۲۲ / ۱۹۰۴ء، تیسرا ایڈیشن ص ۷۰) یہ مسجد صدیوں سے علم و دانش اور معرفت و طریقت کا مرکز ہے۔ آجکل ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد اس مسجد کے شاہی امام و خطیب ہیں۔ مسعود

۱۲۱ ---قرآن حکیم، سورۂ انبیاء، آیت نمبر ۶۹

۱۲۲ ---قرآن حکیم، سورۂ توبہ، آیت نمبر ۴۰
۱۲۳ ---محمد مسعود احمد، مکاتیب مظہری، کراچی ۱۹۶۹ء، جلد اول، ص ۳۴۴
۱۲۴ ---داراشکوہ: سفینۃ الاولیاء، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۵ء، ص ۱۰۴، سکینۃ الاولیاء۔
۱۲۵ ---محمد امین بدخشی: مناقب الحضرات (۱۰۷۰ھ) مخطوطہ مکتوبہ ۱۱۴۰ھ/ ۱۷۲۷ء، برٹش میوزیم، لندن، ورق ۱۷۱
۱۲۶ ---اقبال: بال جبریل، لاہور ۱۳۷۹ھ / ۱۹۵۹ء، ص ۱۱۱
۱۲۷ ---قرآن حکیم، سورۂ حشر، آیت نمبر ۲
۱۲۸ ---قرآن حکیم، سورۂ کہف، آیت نمبر ۱۸
۱۲۹ ---قرآن حکیم، سورۂ آل عمران، آیت نمبر ۱۵۱
۱۳۰ ---قرآن حکیم، سورۂ انفال، آیت نمبر ۱۲
۱۳۱ ---قرآن حکیم، سورۂ رعد، آیت نمبر ۲۸
۱۳۲ ---عارف ریوگری: عارف نامہ (ترجمہ اردو قدیر محمد قریشی)، کراچی ۱۹۹۷ء، ص ۱۲۔۱۵
۱۳۳ ---شیخ عبدالحق محدث دہلوی: تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف (ترجمہ اردو علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری) ص ۱۹
۱۳۴ ---محمد عمر بیر بلوی، قرآن اور تصوف، مطبوعہ ماہنامہ سلسبیل (لاہور) مئی ۱۹۹۶ء، ص ۱۲۔۱۸
۱۳۵ ---ڈاکٹر کلین: الابانۃ عن اصول الدیانۃ (ترجمہ) مقدمہ، ص ۸۱۷ (بحوالہ یوسف سلیم چشتی: اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش، دہلی، ۱۹۸۹ء)
۱۳۶ ---ولیم میور: خلافت۔۔۔۔۔۔اس کا عروج، انحطاط و زوال، ص ۲۱۶ (بحوالہ مذکور)
۱۳۷ ---پروفیسر نکلسن: عربوں کی ادبی تاریخ، ص ۲۱۵ (بحوالہ مذکور)
۱۳۸ ---ڈاکٹر جے۔این۔ہالسٹر: شیعان ہند، ص ۱۵
۱۳۹ ---پی۔کے۔ ہٹی: عربوں کی تاریخ، لندن ۱۹۴۹ء، ص ۲۲۸
۱۴۰ ---اسلامک کوارٹرلی، جلد نمبر ۶، شمارہ نمبر ۳۔۴، ص ۳۸، جولائی واکتوبر ۱۹۶۱ء
۱۴۱ ---ڈاکٹر جے۔این ہالسٹر: شیعان ہند، ص ۲۸ (بحوالہ مذکور)
۱۴۲ ---ذکی مبارک: التصوف الاسلامی، ج ۲، ص ۲۳
۱۴۳ ---حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا" (الاستیعاب)۔۔۔۔۔حسن وحسین (رضی اللہ عنہما) کے لیے فرمایا، "یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے، اے اللہ

! میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور اس شخص سے بھی محبت فرما جو ان دونوں سے محبت رکھتا ہو" (ترمذی شریف)۔۔۔۔۔۔ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے لیے فرمایا، "یہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے جس کسی نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا" (بخاری شریف و مسلم شریف)۔۔۔۔۔۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے فرمایا، "اے میری بیٹی کیا تو اس کو محبوب نھیں رکھتی جس سے میں محبت کرتا ہوں، فرمایا، جی ہاں" ! (بخاری شریف و مسلم شریف)۔۔۔۔۔۔ اہل بیت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "جس نے اہل بیت کے ساتھ حسن سلوک کیا قیامت کے روز اس کا بدلہ دوں گا" (ابن عساکر) (بحوالہ مکتوبات شیخ احمد سرہندی، ج ۲، مکتوب نمبر ۳٦) اسلام کے مقابلے میں محبت و نفرت کے پیمانے ہم نے خود بنا لیے ہیں۔۔۔۔۔۔ کوئی اہل بیت کی محبت پر زور دیتا ہے اور بعض ازواج مطہرات اور صحابہ کرام سے بیر رکھتا ہے۔۔۔۔۔۔ کوئی صحابہ کرام کی محبت پر زور دیتا ہے اور اہل بیت کی محبت کو شیعیت سے تعبیر کرتا ہے حالاں کہ محبت اہل بیت شیعیت نھیں، یہ منشار خدا و رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔۔۔۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیاروں سے بیر رکھنا، ان کی شان میں گستاخیاں کرنا شیعیت ہے۔۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے اور اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا پر راضی اور ثابت قدم رکھے، آمین ! مسعود

۱۴۴ ---- عبدالوہاب شعرانی: الیواقیت والجواہر، ص ۷

۱۴۵ ---- محمد عاشق پھلتی: القول الجلی فی ذکر آثار الولی، مخطوطہ مکتوبہ ۱۲۲۹ھ / ۱۸۱۳ء ۔۔۔۔۔۔ (ملفوظات، مکشوفات، معارف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)، ابو الخیر اکادمی، دہلی، ۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۹ء

۱۴۶ ---- ابحاث اخیرہ مخطوطہ مکتوبہ ۲۰ ذی القعدہ ۱۳۲۸ھ، ص ٦

۱۴۷-۱۴۸ -- سید علی ہجویری: کشف المحجوب (ترجمہ اردو نسخہ سمرقند) ابوالحسنات سید محمد احمد قادری المعارف، لاہور، ۱۳۹٦ھ، ص ۱۳۲-۱۳۳

۱۴۹ ---- مشکوٰۃ شریف، ص ۳۷٦

۱۵۰ ---- مشکوٰۃ شریف، ص ۳۷۳، با شرح مسلم شریف، ج ٦، ص ۳۸۴ (علامہ غلام رسول سعیدی)

۱۵۱ ---- شرح مسلم شریف، ج ٦، ص ۳۸۴، با ابو داؤد شریف، ج ۲، ص ۲۰۳

۱۵۲ ---- ابن ماجہ، ص ۲٦۳

۱۵۳ ---- ابن ماجہ، ص ۲٦۲

روح اسلام

ادارۂ مسعودیہ کراچی

Idara-e-Mas'udia, Karachi

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ